

نماز میں رفع یدین کے جائز  
نہ ہونے کی لاجواب تحقیق

قریرۃ العینین  
بتحقیق

رفع الیدین

مؤلف

فاضل جلیل مولانا مولوی محمد مشتاق احمد شتی رحمتہ اللہ علیہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ  
وعليّ آلک واصحابک یا حبیب اللہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي هَدَانَا لِهَذَا طَرَقَ الْإِسْلَامَ وَالصَّلَاةُ  
وَالسَّلَامُ عَلَيَّ مَنْ بَلَغَ الشَّيْءَ جَمِيعَ الْأَحْكَامِ مِنَ الصَّلَاةِ  
وَالصِّيَامِ وَعَلَيَّ آلِهِ وَصَحْبِهِ الْبُرْزَةِ الْكَرَامِ - اما بعد احقر  
العبدا نزل الافراد الیہی رحمہ ربہ الصمد

عاصی محمد مشتاق احمد برادران اسلام سے عرض کرتا ہے کہ احقر کے ایک بچے دوست  
نے متعدد مرتبہ بطور طنزیہ امر پیش کیا کہ علماء حنفیہ کے پاس رکوع کرتے وقت اور رکوع سے سر  
اٹھانے کے وقت رفع یدین نہ کرنے کی کوئی حدیث صحیح یا حسن موجود نہیں، سب تارکین سنت  
ہیں، اگر ہے تو پیش کرنا لازم ہے، چونکہ یہ سوء ظنی ترک سنت صرف حنفیوں ہی کی نسبت  
نہیں ہوتی تھی جو فرقہ ناجیہ اہل السنۃ والجماعت میں یقیناً نصف سے زیادہ اور دو ٹکٹ کے  
قریب ہیں، بلکہ موافق اشہر روایت تمام مالکی بھی اس بد ظنی کے مورد بنتے تھے۔ لہذا براۓ دفع  
اتهام عن اکثر امتہ سید الانام علیہ وعلی آلہ وصحبہ الف صلوۃ وسلام۔ جو احادیث صحاح ستہ  
و غیرہا سے رفع یدین نہ کرنے میں احقر کو معلوم ہیں، اس مختصر رسالہ میں جمع کرتا ہے۔  
لَقَوْلُ رَبِّهِمْ أَتُفْسِحُونَ ابوداؤد میں ہے:

حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ نَاوُ كَيْبَعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ  
عَاصِمٍ يَعْنِي ابْنَ كُثَيْبٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْأَسْوَدِ  
عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ لَا أُصَلِّي بِكُمْ



صَلُّوۃَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّم قَالَ فَصَلِّ فَلَمْ  
 یَرْفَعْ یَدَیْہِ اِلَّا مَرَّةً (ابوداؤد ص ۱۰۰ مطبع محمدی)  
 ترجمہ: "ملقم نے کہا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود نے فرمایا: کیا نہ پڑھاؤں میں  
 تم کو نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی۔ کہا ملقم نے، پھر عبداللہ بن مسعود نے  
 نماز پڑھی۔ پس نہ اٹھائے دونوں ہاتھ مگر ایک دفعہ۔"

### توثیق اسناد

پہلے راوی حدیث ہذا عثمان بن ابی شیبہ کی نسبت تقریب التہذیب کے صفحہ ۱۷۶ میں  
 لکھا ہے 'ثِقَّةٌ حَافِظٌ شَہِیْرٌ اور بخاری اور صحیحین اور نسائی اور ابن ماجہ کے ہیں۔  
 دوسرے راوی وکیع کی نسبت لکھا ہے 'ثِقَّةٌ حَافِظٌ مِّنْ کِبَارِ السَّابِقِیْنِ  
 تقریب صفحہ ۲۰۷ اور یہ ہر شش کتب صحاح کے راویان مقبولین سے ہیں۔  
 تیسرے راوی سفیان کی نسبت تقریب کے صفحہ ۹۶ میں لکھا ہے 'ثِقَّةٌ حَافِظٌ  
 فَحِیْبٌ عَابِدٌ اِمَامٌ حُجَّةٌ مِّنْ زُوْجِ الطَّبَقَةِ السَّابِقَةِ ولس اور یہ بھی  
 مقبولین رواۃ صحاح ستہ میں سے ہیں۔

چوتھے راوی عاصم بن کلیب کی نسبت تقریب کے صفحہ ۱۳۹ میں لکھا ہے 'ثِقَّةٌ مِّنْ  
 الشَّالِیْطَةِ اور یہ مقبولین رواۃ صحاح ستہ میں سے ہیں۔  
 چھٹے راوی ملقم کی نسبت صفحہ ۱۸۲ میں ہے 'ثِقَّةٌ ثَبَتَتْ فَحِیْبٌ عَابِدٌ مِّنْ  
 الشَّالِیْطَةِ اور روایت ان کے صحیحین اور سنن اربعہ میں موجود ہے۔

جب یہ ثابت ہوا کہ اس حدیث ابی داؤد کے چھ راوی (جو واسطہ ہیں مابین عبداللہ بن  
 مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایسی معتبر اور ثقہ ہیں کہ روایت کیا ان کے واسطہ سے امام  
 بخاری، امام مسلم نے اور دیگر صحاح والوں نے، لہذا یہ حدیث صحت میں برابر ہوئی دیگر احادیث  
 صحیحین کے، اور ایسے صحیح الاسناد حدیث کا ضعیف کتابا پطل ہوا اور جب عاصم سے تعلیقاً امام

بخاری نے روایت کو لیا، تو لا محالہ وہ رجال مقبولہ بخاری میں معدود ہو گئے۔

اور فی الجملہ ۱۰ تائید ہو گئی اسناد کو کی دوسرے طریقہ اسناد سے جو اس کے بعد دوسری  
 سطر میں ابوداؤد نے بیان کی ہے۔ فی الجملہ کا لفظ اس واسطے کہا کہ یہ اسناد صرف سفیان تک ہے،  
 مگر تائید سے خالی نہیں۔ وہ یہ ہے:

حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ نَاصِبًا وَمَعَاوِيَةُ وَخَالِدُ بْنُ عَمْرٍو بْنِ سَعِيدٍ وَ  
 أَبُو حُدَيْفَةَ قَالُوا اَنَا سُفْيَانُ بِإِسْنَادِهِ بِهَذَا قَالَ فَرَفَعَ يَدَيْهِ فِي أَوَّلِ  
 مَرَّةٍ وَقَالَ بَعْضُهُمْ مَرَّةً وَاحِدَةً (ابوداؤد)

اور اسی اسناد کے ساتھ روایت "ترمذی شریف" میں موجود ہے، اس کے الفاظ یہ ہیں:

اَنَا هَنَّادٌ نَاصِبٌ وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَاصِمِ بْنِ كَثْمٍ عَنْ  
 عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ  
 أَلَا أَصَلِّ بِكُمْ صَلُّوۃَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّم فَصَلَّی  
 فَلَمْ یَرْفَعْ یَدَیْہِ اِلَّا فِیْ أَوَّلِ مَرَّةٍ (ترمذی شریف صفحہ ۳۵ مطبع مجاہد)

اس حدیث کی اسناد میں ہنناد راوی زیادہ ہے۔ باقی روایت وہی ہیں جن کی توثیق گزر  
 چکی۔ ہنناد کی نسبت "تقریب" کے صفحہ ۲۶۷ میں (ثِقَّةٌ مِّنْ الْعَاشِرَةِ) لکھا ہے اور یہ صحیح  
 مسلم اور سنن اربعہ کے راویوں میں سے ہیں۔ لہذا یہ اسناد موافق شرط مسلم کے صحیح ہوئی۔

اور اسی اسناد سے روایت کیا، اس کو نسائی میں لفظ اس کے یہ ہیں:

اَنَا حَمَّادُ بْنُ عَمْرٍو وَزَيْدٌ نَاصِبٌ وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَاصِمِ بْنِ  
 كَثْمٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ  
 أَلَا أَصَلِّ بِكُمْ صَلُّوۃَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّم فَصَلَّی  
 لَمْ یَرْفَعْ یَدَیْہِ اِلَّا مَرَّةً وَاحِدَةً (نسائی صفحہ ۱۷۲ مطبع غلامی)

اس حدیث نسائی کے اسناد میں محمود بن غیلان مروزی زیادہ ہیں۔ باقی رجال اسناد وہی ہیں  
 جو صحیحین کے رجال ہیں اور محمود بن غیلان سے سوائے ابوداؤد کے باقی پانچوں کتب صحاح میں  
 روایت لی گئی۔ لہذا حدیث نسائی موافق شرط صحیحین صحیح الاسناد ہوئی۔ اور محمود بن



غیلان کی نسبت "تقریب" کے صفحہ ۲۳۱ میں لکھا ہے: ثِقَّةٌ مِّنَ الْعَاصِرَةِ اور سند امام اعظم میں اس طرح روایت کیا ہے:

حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ وَالْأَسْوَدِ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِلَّا عِنْدَ افْتِتَاحِ الصَّلَاةِ وَلَا يَتَعَوَّذُ بِشَيْءٍ مِّنْ ذَلِكَ ("سند امام اعظم" صفحہ ۲۰)

اس حدیث کے روایت میں ابراہیم ملقمہ سے اور اسود سے صحیحین اور سنن اربعہ میں روایت کی گئی ہے، مگر حماد بن سلیمان کی روایت "بخاری" میں نہیں، "مسلم شریف" میں موجود ہے۔ لہذا یہ سند موافق شرط مسلم، صحیح ہوئی۔ حماد بن ابی سلیمان کی نسبت "تقریب" کے صفحہ ۶۳ میں ہے:

ثِقَّةٌ صَدُوقٌ لَهُ أَوْ هَامٌ رُمِيَ بِإِلَازِجَاءِ

اور ابن ابی شیبہ نے اس حدیث کو اس طرح روایت کیا ہے:

ثَنَا وَجِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَاصِمِ بْنِ كَلْبٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ أَلَا أُرِيكُمْ صَلَاةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَرْفَعْ يَدَيْهِ إِلَّا مَرَّةً (رسالہ "كشف الرين" عن مسند رفع يدين" ص ۵)

اس سند کے تمام راوی صحیحین کے روایت میں سے ہیں۔ لہذا یہ اسناد موافق صحیحین ہوئی۔

غرض اس حدیث عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان کتب احادیث میں ایسی اسانید سے روایت کیا ہے جن کے تمام راوی تین کتب یعنی "نسائی" و "ابوداؤد" و ابن ابی شیبہ میں تو صحیحین کے راوی ہیں اور دو کتب یعنی "سند امام اعظم" اور "ترمذی شریف" میں بعض راوی صرف "صحیح مسلم" کے راوی ہیں۔ لہذا یہ حدیث موافق شرط صحیحین تین طریقوں سے اور موافق شرط مسلم کے دو طریقوں صحیح ہوئی۔

اور نیز روایت کیا اس حدیث کو "شرح معانی الآثار" میں امام طحاوی نے اور "سند

دار قطنی" میں دار قطنی نے، مگر چونکہ دراز ہو جانے رسالہ کے ان دونوں کی اسناد نقل کرنے اور پھر توثیق کرنے کو ترک کیا۔ وافیعیہ کی جانب سے اس اسناد پر (جو متعدد کتب احادیث سے منقول ہوئی) چند شبہ ہیں۔ سب سے زیادہ قوی شبہ یہ ہے کہ مدار اس حدیث کا عاصم بن کلیب پر ہے اور ضعیف کہا ہے عاصم کو امام احمد و ابوداؤد وغیرہم نے۔

اول جواب اس شبہ کا یہ ہے کہ عاصم بن کلیب رجال مسلم سے ہیں اور توثیق کی ان کی بجائی بن معین اور نسائی نے اور جب کہ امام مسلم نے الزام کیا ہے کہ کسی ضعیف راوی سے اس کتاب میں تخریج نہ کروں گا۔ کما فی مقدمہ مسلم تو عاصم کی توثیق مسلم سے بھی ہو گئی اور حلیقا امام بخاری نے عاصم سے اخذ روایت کیا اور کہیں ضعیف نہیں بتلایا۔ لہذا توثیق بخاری بھی ثابت ہوئی۔ ان چار آئمہ کی توثیق کے بعد حاجت کسی کی توثیق کی نہیں۔ "تذکرۃ القاری" میں ہے:

عَاصِمُ بْنُ كَلْبٍ بَنِ شُعْبَانَ بْنِ الْمَجْشُونِ الْجَنْدَرِيِّ حَدَّثَنَا وَثَّقَهُ يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ وَالتَّيْسَانِيُّ وَرَوَى لَهُ مُسْلِمٌ وَأَصْحَابُ السُّنَنِ الْأَرْبَعَةُ وَعَلَّقَ لَهُ الْبُخَارِيُّ - ("كشف الرين" ص ۹)

دوسرا جواب یہ ہے کہ حدیث عبد اللہ بن مسعود اور طریق سے مروی ہے سوائے عاصم بن کلیب کے مثلاً سند امام اعظم میں حماد نے ابراہیم سے ابراہیم نے ملقمہ اور اسود سے روایت کیا اور ایسا ہی دار قطنی میں حماد کے واسطے سے اس اسناد کو لیا ہے، لہذا مدار حدیث ہذا عاصم کو ٹھہرا کر جرح کرنا غلط ہوا۔

تیسرا جواب یہ ہے کہ اسی حدیث عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بواسطہ عاصم روایت کر کے جیسا پہلے گزر چکا امام ترمذی کہتے ہیں:

حَدَّثَنَا ابْنُ مَسْعُودٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ وَبِهِ يَقُولُ غَيْرُ وَاحِدٍ مِّنْ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالتَّابِعِينَ وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ وَ أَهْلِ الْكُوفَةِ -



اس سے توثیق کرنا ترمذی کا عاصم کی نسبت ثابت ہو گیا اور سوائے اس کے بعض دیگر روایات کے اسناد میں عاصم واقع ہیں۔ (کَمَا فِي بَابِ كَيْفَ الْجُلُوسِ لِتَشْهَدِ) ان کو ترمذی نے حسن کہا ہے۔ اگر عاصم ضعیف ہوتے تو امام ترمذی کس طرح ان روایات کو حسن کہتے اور اس تقریر ترمذی سے یہ بھی ثابت ہوا کہ بہت صحابہ و تابعین عدم رفع کے مقرر ہیں گو سند ان کی ترمذی نے نقل نہ کی مگر یہ قول امام ترمذی کا واجب القبول ہے۔

چوتھا جواب یہ ہے کہ علامہ ابن حزم نے اس روایت کو صحیح کہا ہے۔ چنانچہ ”نوائد مجموعہ“ میں قاضی شوکانی نے سیوطی سے نقل کیا ہے۔ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَ التِّرْمِذِيُّ وَ حَسَنَهُ وَ ابْنُ حَزْمٍ وَ صَحَّحَهُ (انتہی) یہ نقل کر کے شوکانی نے کوئی تعاقب نہیں کیا۔ پس ابن حزم کے نزدیک عاصم صحیح حدیث کا راوی ٹھہرا اور علی بن القیاس دار قطنی و ابن قطنان وغیرہ نے اس اسناد عاصم کو صحیح بتلایا ہے۔ ”تخریج و بیانی“ میں لکھا ہے:

وَقَالَ ابْنُ الْقَطَّانِ فِي كِتَابِهِ أَلَوْ هُمْ وَالْإِبْهَامُ ذَكَرَ التِّرْمِذِيُّ عَنْ ابْنِ الْمُبَارَكِ أَنَّهُ قَالَ حَدِيثٌ وَ كَيْفَ لَا يَصِحُّ وَالَّذِي عِنْدِي أَنَّهُ صَحِيحٌ وَإِنَّمَا أَنْكَرَ بِهِ عَلَى وَ كَيْفَ زِيَادَةٌ ثُمَّ لَا يَعُودُ وَ كَذَلِكَ قَالَ الدَّارَقُطَنِيُّ أَنَّهُ حَدِيثٌ صَحِيحٌ إِلَّا هَذِهِ لِلْفُظَةِ وَ كَذَلِكَ قَالَ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ وَ غَيْرُهُ اِنْتَهَى۔

اور ابن حجر عسقلانی نے بھی یہی لکھا ہے:

وَقَالَ ابْنُ الْقَطَّانِ هُوَ عِنْدِي صَحِيحٌ إِلَّا قَوْلَهُ ثُمَّ لَا يَعُودُ وَ كَذَلِكَ قَالَ الدَّارَقُطَنِيُّ أَنَّهُ صَحِيحٌ إِلَّا هَذِهِ لِلْفُظَةِ اِنْتَهَى۔

غرض روایت عاصم کو صحیح بتلایا ابن حزم و ابن قطنان و دار قطنی و احمد بن حنبل وغیرہم نے، البتہ بعض کے نزدیک زیادہ (کلمۃ ثُمَّ لَا يَعُودُ) میں کلام ہے جس کی تحقیق

عنقریب آتی ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

اب بنظر انصاف غور کرنا لازم ہے کہ توثیق عاصم کس قدر علماء سے ثابت ہو گئی۔ امام مسلم و امام بخاری و یحییٰ بن معین و نسائی سے تو پہلے نقل ہو چکی تھی۔ ترمذی ابن حزم سے اور دار قطنی ابن قطنان سے، نیز امام احمد بن حنبل زبعلی ابن حجر سے تو اب ثابت ہو گئی۔ پھر سب مل کر گیارہ حافظ الحدیث اور ائمہ کی طرف سے توثیق عاصم ظاہر ہوئی اور لفظ وغیرہ میں اور حفاظ کی تصحیح کی گنجائش ہے اور یہ بھی معلوم ہو گیا کہ تضعیف امام احمد نسبت عاصم (جیسا کہ معترض نے نقل کی ہے) بجائے خود صحیح نہیں۔ امام احمد نے نسبت زیادہ کلمہ ثُمَّ لَا يَعُودُ کے کلام کی ہے نہ ثقاہت عاصم میں اور اس زیادہ کو سفیان یا وکیع کی طرف منسوب کیا ہے نہ کہ بوجہ عاصم کے۔ فَانْتَفَعَ الشَّيْخَةُ مِنْ أَصْلِهَا،

دوسرا شبہ رافعین کی جانب سے یہ ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے امام احمد بن حنبل سے نقل کیا ہے کہ یحییٰ بن آدم کہتے ہیں (دیکھا میں نے اس کتاب عبد اللہ بن ادریس کو جو روایت ہے عاصم بن کلیب سے۔ اس میں کلمہ ثُمَّ لَا يَعُودُ نہ تھا۔ یعنی یہ وہم سفیان کا ہے جو کہ اصل حدیث میں موجود نہیں۔ کیونکہ اہل علم کے نزدیک کتاب کا زیادہ اعتبار ہے۔

جواب اس شبہ سے پہلے ہم پھر یاد دلاتے ہیں کہ حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس مقام پر عاصم کو ضعیف نہیں بتلایا، اور نہ عاصم پر کوئی جرح کی، لہذا اللہ ہونے میں عاصم کے کوئی خدشہ نہیں، البتہ سفیان کی نسبت وہم کا گمان ہے کہ کتاب میں کلمہ (ثُمَّ لَا يَعُودُ) موجود نہیں اور روایت زبانی میں موجود ہے۔ اس کا جواب اول یہ ہے کہ اس وقت میں یہ عادت تھی کہ استاد کی خدمت میں حدیث سن کر گھر آکر اس حدیث کو قلم بند کرتے تھے، استاد کی کتاب سے کوئی نقل نہیں کرتا تھا، الا ماشاء اللہ تعالیٰ۔

چنانچہ امام ترمذی ”کتاب العلل“ میں لکھتے ہیں:

لَا نَأْكُثَرُ مَنْ مَضَى مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ لَا يَكْتُبُونَ وَ مَنْ كَتَبَ مِنْهُمْ إِنَّمَا كَانَ يَكْتُبُ لَهُمْ بَعْدَ السَّمَاعِ



بس اب تحریر کا مدار بھی حفظ ہی پر ٹھہرا۔ سوا بن ادریس نے جو کچھ مجلس استاد سے لوٹ کر لکھا ہے حسب عادت اپنے حفظ سے لکھا ہے اور سفیان کا نہ لکھنا اور محض حفظ پر رہنا اولاً غیر مسلم ہے اور بعد تسلیم حفظ ابن ادریس اور سفیان کو موازنہ کرنا لازم ہے اور پھر احفظ پر اعتماد کرنا واجب ہے سو تقریب میں سفیان کی نسبت تو یہ لکھا ہے:

حَافِظٌ، فَقِيهٌ، عَابِدٌ، اِمَامٌ، حُجَّةٌ مِنْ رُؤُسِ الطَّبَقَةِ السَّابِقَةِ

اور عبد اللہ بن ادریس کو لکھا ہے:

ثِقَةٌ، فَقِيهٌ، مِنْ السَّابِقَةِ

پس غور درکار ہے کہ ابن ادریس کو سفیان سے کیا مناسبت ہے۔ سفیان کی نسبت حَافِظٌ، اِمَامٌ، حُجَّةٌ رُؤُسِ الطَّبَقَةِ چار کلمات ایسے ضبط و اطلاق کے ہیں کہ ابن ادریس کے حق میں ایک کلمہ بھی مثل اس کے نہیں تو ایسی آخفِظْ وَ حُجَّةٌ و امام کا حفظ (مصد گوئے تحریر ابن ادریس ثقہ پر غالب ہونا ضرور ہے، چہ جائیکہ تحریر بھی مبنی حفظ پر ہے لہذا تحریر ابن ادریس ثقہ کو حفظ سفیان پر (جو حافظ امام جمہ ہے) ترجیح دینا خلاف قاعدہ آئمہ حدیث کے ہے اور یہ شبہ از سر تا پایا مقلوع اور مدفوع ہے۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ تمام جمہور محدثین کے نزدیک زیادہ ثقہ کی (جو منافی مزید علیہ کے نہوا) بلاشبہ مقبول ہے اور خود بخاری کا یہی مذہب ہے جیسا کہ علامہ ابن حجر نے "شرح نجد" میں مُصَوِّرًا لکھ دیا۔ کما سیب جسی اور یہاں زیادتی سفیان کا روایت ابن ادریس کی منافی نہیں کیونکہ ابن ادریس کی یہ روایت ہے:

اِفْتَتَحَ فَرَفَعَ يَدَيْهِ ثُمَّ رَكَعَ

پس سوائے رفع یدین تحریر کے دوسرے مواقع کے رفع اور عدم رفع سے کوئی تعرض نہیں کیا، بلکہ سکوت ہے، نہ تو اثبات ہی ہے اور نہ نفی اور سفیان نے تحریر کے سوائے دیگر مواقع سے رفع یدین کی نفی کی "ان کا نفی کرنا اور ابن ادریس کا سکوت کرنا" ہرگز باہم منافی نہیں، بلکہ مزید علیہ اپنے حال سابق پر ہے۔ مُتَّفَاقٌ مَزِيدٌ کے یہ معنی ہیں کہ مبدل یا ثانی

مزید علیہ کی ہو۔ چنانچہ "شرح نخبہ الفکر" میں ہے:

وَزِيَادَةُ زَاوِيَهُمَا أَيْ الصَّحِيحُ وَالْحَسَنُ مَقْبُولَةٌ مَا لَمْ تَقْعْ مُنَافِيَةٌ لِرِوَايَةٍ مِنْهُوَ أَوْ ثِقٌ مِمَّنْ لَمْ يَذْكُرْ لَكَ الزِّيَادَةَ لِأَنَّ الزِّيَادَةَ أَمَّا أَنْ تَكُونَ لَا تَنَافِيَّ بَيْنَهَا وَبَيْنَ رِوَايَةٍ مِنْ لَمْ يَذْكُرْهَا فَهَذِهِ تُقْبَلُ مُطْلَقًا لِأَنَّهَا فِي حَكْمِ الْحَدِيثِ الْمُسْتَقِيلِ الَّذِي يَتَقَرَّدُ بِهِ الثِّقَةُ وَلَا يُزَوِّدُهُ عَنْ شَيْخِهِمْ غَيْرُهُ وَأَمَّا تَكُونَ مُنَافِيَةً بِحَيْثُ يُلْزَمُ مَنْ قَبُولِهَا زَادَ الرِّوَايَةَ الْآخَرَى فَهَذِهِ أَلَّتِي تَقْعُ التَّرْجِيحُ بَيْنَهَا وَبَيْنَ مُعَارِضِهَا فَيُقْبَلُ الرَّاجِحُ وَيُرَدُّ الْمُرْجُوحُ انتهى

پس غور و انصاف سے دیکھنا چاہیے کہ حسب قاعدہ مسلمہ یہ زیادتی نہ منافی ہے اور نہ اس میں حاجت ترجیح ہے۔ لہذا اکثبات کو روایت پر ترجیح کی کوئی وجہ نہیں ہو سکتی۔ (یہ خدشہ ہی بے اصل ہے جو ہرگز اتفاقات کے لائق نہیں)

تیسرا شبہ یہ کرتے ہیں کہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے چند مسئلوں میں بھول ہو گئی۔ مثلاً مسئلہ اخذ و کتبہین (رکوع میں) اور معوذتین کے قرآن شریف میں داخل نہ ہونے میں، اسی طرح ممکن ہے کہ حدیث رفع یدین میں بھی بھول ہو گئی ہو۔

جواب اس شبہ کا یہ ہے کہ دو چار مسائل میں بھول ہو جانے سے یہ ہرگز لازم نہیں آتا کہ تمام روایات ان کی جو "صحیحین" اور "سنن اربعہ" میں بکثرت موجود ہیں، وہ سب سمود نسیان پر محمول ہو جائیں۔ "بخاری شریف" میں ہے، حضرت حذیفہ بن الیمان صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

إِنَّ أَشْبَهَ النَّاسِ دَلًا وَ سَمَئًا وَ هَذِيًّا بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا بَنِي أُمِّ عَبْدِ اللَّهِ حِينَ يَخْرُجُ مِنْ بَيْتِهِ إِلَى أَنْ يَرْجِعَ إِلَيْهِ لَا تَذَرِي مَا يَشْتَعُ فِي أَهْلِهِ إِذَا خَلَا.



ترجمہ: "تحقیق سب سے زیادہ مشابہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ وقار، میانہ روی اور طریقہ سیدہ میں البتہ ایٹام عبد کا (یعنی عبد اللہ بن مسعود) ہے اس وقت سے کہ وہ اپنے گھر سے اس وقت تک کہ لوٹا ہے گھر کی طرف، ہم نہیں جانتے کیا کرتا ہے اپنے گھروالوں میں جب کہ تمنا ہوتا ہے۔" (انسہی)

اور "ترمذی شریف" میں حضرت نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مرفوعاً مروی ہے:

وَمَتَّسِكُوا بِعَهْدِ ابْنِ آدَمَ عَبْدِي۔

یعنی جو عبد اللہ بن مسعود دین کے احکام تلائیں، ان پر عمل کرو اور "روایت حذیفہ" میں اس طرح ہے:

مَا حَدَّثَكُمْ ابْنُ مَسْعُودٍ فَصَدِّقُوهُ۔

جو کچھ عبد اللہ بن مسعود تم سے حدیث بیان کریں، اس کو سچا جانو اور اکمل فی الاسماء الرجال میں ہے:

فَكَانَ مِنْ خَوَاصِهِ وَكَانَ صَاحِبَ سِرِّ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَوَّاهُ وَتَعَلَّيْهِ وَطَهُورُهُ فِي السَّفَرِ هَاجَرَ إِلَى الْحَبَشَةِ وَشَهِدَ بَدْءَ إِثْمَ مَا بَعْدَ هَآئِ مِنْ مُشَاهِدَةٍ وَشَهِدَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحَبَشَةِ وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَضِيتُ لِأَمِّيٍّ مَا رَضِيتُ لَهَا ابْنِ آدَمَ عَبْدٍ وَسَخَطْتُ لَهَا مَا سَخَطْتُ لَهَا ابْنِ آدَمَ عَبْدٍ۔

اس کے بعد لکھتے ہیں:

رَوَى عَنْهُ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُو عُمَانُ وَعَلِيٌّ وَمِنْ بَعْدِهِمْ مِنَ الصَّحَابَةِ وَالْتَّابِعِينَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمْ أَجْمَعِينَ۔

غرض ایسی طویل القدر مجتہد صحابی کی روایت صحیح کی نسبت محض اس وہم ناشی بلا دلیل

اور تجویز نفس (سے کہ دو تین مسئلہ ان کے اجماع کے خلاف ہیں) غلطی اور بھول کا حکم لگا دینا اور شہادۂ صحابہ کی ان کی توثیق میں اور حکم فخر عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کے قول و اخبار کی تصدیق کر لینے میں رو کرنا، خلاف دیانت، غیر مسوع اور داخل سوء ادب اور اتباع نبوی کے خلاف ہے۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے (جو صحیحین میں راوی حدیث رفع یدین ہیں) بہت زیادہ مسائل میں بھول ہوئی۔ اگر یہی وجہ باعث ضعف و ترک حدیث سمجھی جائے تو حدیث رفع یدین بدرجہ اولیٰ ضعیف ہو گئی۔ چنانچہ جَلْبُ السُّفْعَةِ فِي الذَّبِّ عَنِ الْإِثْمَةِ الْمُجْتَهِدِينَ الْأَرْبَعَةَ فِي نَوَابِ صَاحِبِ بَهْمَالِ فرماتے ہیں:

(و) ہمچنین پنہاں مانند بر ابن عمر حدیث مسح بر خفین چنانکہ در موطا، و سنن ابن ماجہ، مرقوم است و یکذا حدیث رکعتین قبل از مغرب "چنانکہ در سنن ابوداؤد و غیرہا ست و ہمچنین حدیث مہر مفوضہ چنانچہ در جامع ترمذی است و حدیث تیمم جنب چنانچہ در ایقاف است و حدیث غسل زن بلا شکستن موئے سر چنانکہ در شرح مسلم و حجتہ بالغہ است و حدیث تطیب قبل از بستن احرام چنانکہ در صحیحین و ایقاف است و حرمت بیع تفاضل در محجاسین و قتیکہ دست بدست باشد" تا آنکہ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بدان اخبارش نموده چنانکہ در صحیح مسلم و شرح وے از نووی است و حدیث اعتماد رسول مختار صلی اللہ علیہ وسلم در ماہ رجب چنانکہ در بخاری است الی آخر العبارة)



غرض اقرب بارہ مسئلوں کے نواب صاحب نے نقل کیے ہیں جن میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھول ہوئی۔ اس کے بعد حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت صرف پانچ مسئلہ نقل کیے ہیں جن میں بھول ہوئی مگر ان پانچوں میں رفع یدین نہیں اور کس طرح نواب صاحب اپنی طرف سے اس مسئلہ میں غلطی ان کی طرف منسوب کر دیتے جب کہ صحاح ستہ اور دیگر آئمہ اعلام محدثین متقدمین سے کسی نے اس حدیث میں غلطی اور بھول کو ان کی طرف منسوب نہیں کیا۔

اگر ایسا احتمال ہوتا تو حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے رسالہ ”رفع الیدین“ میں یہ احتمال ظاہر فرما دیتے اور اسی طرح اکثر صحابہ اور روایات حدیث سے سو واثق ہوا ہے تو بزعم ان لوگوں کے کسی کی روایت کا اعتبار نہ ہونا چاہیے۔ پس صدہا روایات صحاح ستہ الا اعتبار ہو جائیں گی و ہُوَ كَمَا تَرَىٰ ہیں یہ شبہ بھی ہرگز التفات کے قابل نہیں۔  
چوتھا شبہ یہ کرتے ہیں کہ یہ حدیث ہی موضوع ہے، کیونکہ بعض علماء نے اس پر متروک اور موضوع ہونے کا حکم لگایا ہے۔

جواب اس شبہ کا یہ ہے کہ ”اوراق ماسبق“ میں پانچوں کتب حدیث کی اسناد بلفظہ نقل کر کے ایک ایک راوی کی توثیق بیان کر دی ہے، جس سے ثابت ہوا تھا کہ موافق شرط صحیحین ابوداؤد، نسائی، ابن ابی شیبہ میں اور موجب شرط صحیح مسلم، مسند امام اعظم اور ترمذی میں۔ اس حدیث کی اسناد روایت کی گئی ہے اور کوئی راوی مستور الحال اور متروک نہیں۔

پھر اس کو موضوع کہہ دینا غایت درجہ کی ناانصافی ہے اور جس کسی کو ذرہ بھی لگاؤ اس فن سے ہوگا وہ ایسی بے اصل کلام زبان سے نہیں نکلے گا۔ ورنہ یوں خواہ مخواہ موضوع کہہ دینا اور کسی راوی اسناد کو و احضار عین سے نہ ثابت کرنا، محض ہٹ دھرمی اور بے جا تعصب ہے اور بعض بعض علماء سے بعض اوقات ایسا بھی ہوا ہے یعنی غلطی سے غیر موضوع کو موضوع کہہ دیا۔ مثلاً علامہ ابن جوزی نے ایک حدیث مسلم و صحیح بخاری کو اور ۳۸ احادیث مسند امام احمد کو اور ۹ احادیث ابوداؤد کو اور ۳۰ احادیث ترمذی کو اور ۱۰ احادیث نسائی کو اور ۳۰ احادیث ابن ماجہ کو اور بہت سی احادیث تاریخ امام بخاری وغیرہ کو (جو تین سو کے قریب ہیں)

موضوع کہہ دیا ہے، حالانکہ ان میں سے فی الواقع ایک بھی موضوع نہیں۔ حافظ الحدیث علامہ جمال الدین رسالہ ”تعقبات سیوطی علی موضوعات ابن جوزی“ کے آخر میں فرماتے ہیں:

هَذَا أَحْزَمُ مَا أَوْرَدْتَهُ فِي هَذَا الْكِتَابِ مِنَ الْأَحَادِيثِ  
الْمُتَقَبَّاتِ الَّتِي لَا سَبِيلَ إِلَى إِدْرَاجِهَا فِي سِلْكِ  
الْمَوْضُوعَاتِ وَعِدَّتُهَا تَحْوِلُ لِمُتَابَعَةِ

البتہ بعض علماء نے اس حدیث کو ضعیف بتلایا ہے مگر موضوع کا اطلاق نہیں کیا اور اس امر کا جواب گزر چکا کہ یہ حدیث کسی وجہ سے ضعیف نہیں۔ سب راوی اس کے موثق ہیں، بوجہ ضعف روایت کسی معتبر محدث نے اس کو ضعیف نہیں کیا، بلکہ بوجہ زیادہ لفظ شم لا يعود کے کلام کیا ہے۔ سو وہ بھی (حسب قواعد مسلمہ ان ہی آئمہ کے) ثابت ہو چکا کہ یہ زیادہ صحیح ہے۔ اس میں کسی طرح کا ضعف نہیں اور نہ کوئی وجہ اس کے رد کرنے کی ہے۔ پس ایسی کلام قابل التفات کے نہیں ہے اور یہ کلام غیر مسوع بھی (طریق عامم میں ہے) نہ کہ طریق ابراہیم نفعی میں کہ اس میں کسی کو کوئی بحث نہیں۔

نواب صاحب بھوپال یادبود اس وسعت نظر و غلو کے ”مسک الختام“ میں روایت امام کا یہ حال لکھتے ہیں کہ امام اوزاعی نے جو طریق اسناد بموجبہ امام اعظم بیان کیا اس کے سوا رافعیہ کے پاس اور طریق اسناد بواسطہ عشرہ مبشرہ موجود ہیں جن کی راویان راوی امام اعظم سے زیادہ فقیہ ہیں۔ عبارت بلفظہ ”مسک الختام“ کی یہ ہے:

و اما مناظرہ اوزاعی و ابوحنیفہ و احتجاج اوزاعی  
بمسند عالی و احتجاج امام بفقه راوی پس منظور فیه  
است زیرا کہ احادیث دفع رانہ ہمیں یک طریق است کہ  
اوزاعی ذکر کردہ بلکہ راویان ولے عشرہ مبشرہ اند و  
ایشان بے شک و شبہ افقہ اند از تنہا راویان حدیث  
ابوحنیفہ و بیان آن خواہد آمد (انتہی)



پس بزرگم نواب صاحب طریق اسناد رفع یدین میں اگرچہ راویان حدیث رفع یدین الفقہ بہ نسبت روایات امام کے ہوں مگر طریق اسناد امام کے قوی ہونے میں تو کوئی شک نہیں۔ کیونکہ سب راوی ثقہ اور فقیہ ہیں۔ باقی تحقیق اس امر کی کہ خلفاء راشدین سے آخر الامر کیا منقول ہوا؟ رفع یدین یا عدم رفع یدین آگے آئے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

بعض علماء غیر مقلدین نے جو نہایت متعصب معلوم ہوتے ہیں، عوام کو دھوکہ میں ڈالنے کے واسطے حدیث عبد اللہ بن مسعود کا موضوع ہونا ملا علی قاری حنفی کی طرف سے نقل کر دیا اور بے کھنگلے صاف لکھ دیا کہ ملا علی قاری رسالہ ”موضوعات کبیر“ میں اس حدیث کو موضوع کہتے ہیں۔ حالانکہ امر برعکس ہے۔ یعنی ملا علی قاری ان بعض کے قول کو نقل کر کے تردید کرتے ہیں جنہوں نے بے دلیل اس حدیث کو موضوع کہہ دیا۔ عبارت تردید ملا علی قاری کی یہ ہے:

قُلْتُ حَدِيثُ ابْنِ مَسْعُودٍ زَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَ  
قَالَ التِّرْمِذِيُّ حَدِيثٌ حَسَنٌ وَ أَخْرَجَهُ التَّيْسَانِيُّ عَنْ ابْنِ  
الْمُبَارَكِ بِسَنَدٍ هِمَّا نَقَلَ عَنْ ابْنِ الْمُبَارَكِ غَيْرَ  
ضَائِرٍ بَعْدَ مَا نَبَتَ بِالطَّرِيقِ الَّتِي ذَكَرْنَا هَا وَ مُنَاطَرَةً  
الْأَوْزَاعِيِّ مَعَ الْإِمَامِ أَبِي حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللَّهُ عَلَيْهِ  
مَشْهُورَةٌ وَ زَوَى الطَّحَاوِيُّ ثُمَّ الْجَهَنِّيُّ بِسَنَدٍ صَحِيحٍ  
عَنِ الْأَسْوَدِ قَالَ رَأَيْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَفَعَ يَدَيْهِ فِي  
أَوَّلِ كُتَيْبَةٍ ثُمَّ لَا يَعُودُ وَ زَوَى الطَّحَاوِيُّ أَنَّ عَلَيْهِ رَفَعَ  
يَدَيْهِ فِي أَوَّلِ التَّكْبِيرِ ثُمَّ لَمْ يَعُدْ انْتَهَى مختصراً۔

ترجمہ: میں کہتا ہوں یعنی (ملا علی قاری) حدیث ابن مسعود کو روایت کیا ابو داؤد اور ترمذی نے، پھر ترمذی نے اسے حدیث حسن کہا اور نسائی نے عبد اللہ بن مبارک سے ان دونوں کی سند سے اخراج حدیث کیا، پس جو ابن مبارک سے منقول ہوا مضرب نہیں، پس جب کہ ثابت ہوا اس طریق سے جو کہ ہم نے ذکر کیا اور

مناظرہ امام اوزاعی کا امام اعظم کے ساتھ مشہور ہے اور طحاوی نے اولاً اس کے بعد یہی نے سند صحیح کے ساتھ اسود سے اس طرح روایت کیا، جو کہا کہ دیکھا میں نے عمر بن الخطاب کو اٹھائے دونوں ہاتھ اول تکبیر میں، پھر نہیں اٹھائے اور طحاوی نے روایت کیا کہ علی کرم اللہ وجہہ نے دونوں ہاتھ اول تکبیر میں اٹھا کر پھر نہیں اٹھائے۔ انتہی مختصراً۔

یہاں تک طریق اسناد حدیث عبد اللہ بن مسعود کا ذکر اور ان طرق پر جو کچھ شبہات تھے ان کے جوابات مذکور ہو گئے۔ اب حدیث براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ مع والدہ و علیہ کے بیان کی جاتی ہے۔ میں کہتا ہوں ابو داؤد میں حدیث براء بن عازب اس طرح روایت کی ہے:

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ الْبُرْزَانِيُّ شَرِيكُهُ عَنْ يَزِيدَ  
بْنِ أَبِي زَيْدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْسَى عَنِ الْبَرَاءِ أَنَّ  
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا افْتَتَحَ  
الصَّلَاةَ رَفَعَ يَدَيْهِ إِلَى قَرِيبٍ مِّنْ أَذُنَيْهِ ثُمَّ لَا يَعُودُ

ترجمہ: روایت ہے براء بن عازب صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب نماز شروع فرماتے، دونوں ہاتھ کانوں کے نزدیک تک پہنچاتے، پھر نہ اٹھاتے۔ (انتہی)

اس حدیث کے اول راوی محمد بن الصباح دولابی ابو جعفر بغدادی ثقہ حافظ ہیں۔ کما فی التقرب صفحہ ۲۲۲)

دوسرے راوی شریک ہیں۔ ان کی نسبت لکھا ہے:

صَدُوقٌ يَخْطِي كَثِيرًا تَغْيِيرَ حِفْظِهِ مَنَّوُلِي الْقَضَاءِ  
بِالْكُفَّةِ وَ كَانَ عَادَةً لَا قَاضِيًا عَابِدًا شَدِيدًا عَلَى أَهْلِ  
الْبِدْعِ ("تقريب" صفحہ ۲۸۰)

ہر چند "تقريب" میں ان کے تغیر حفظ اور کثیر الخطا ہونے کا ذکر کیا گیا مگر یہ شریک راوی صحیح مسلم اور سنن اربعہ کے ہیں اور امام بخاری نے تعلیقات میں ان سے اخذ روایت



کیا خلاصہ "تہذیب التہذیب" میں لکھا ہے:

قَالَ ابْنُ مَيْمُونٍ ثِقَةً يَغْلُظُ وَقَالَ الْعَجَلُ ثِقَةً وَقَالَ  
بِغْلُظِ بْنِ سُلَيْمَانَ ثِقَةً سَيِّئِي الْحِفْظِ - (انتہی)

تیسرے راوی یزید بن ابی زیاد ہیں، ان کی نسبت "تقریب" میں یہ لکھا ہے۔  
يَزِيدُ بْنُ أَبِي زَيْنَادٍ الْهَاشِمِيُّ مَوْلَاهُمُ الْكُوفِيُّ ضَعِيفٌ كَثِيرٌ  
فَتَعَيَّرَ صَارَ يَتَلَقَّنُ اَنْتَهَى اور خلاصہ "تہذیب التہذیب" میں  
لکھا ہے:

قَالَ ابْنُ عَدِيٍّ يَكْتُبُ حَدِيثَهُ وَقَالَ الْحَافِظُ شَمْسُ  
الدِّينِ الدَّهْلِيُّ هُوَ صَدُوقٌ رَوَى الْحِفْظُ وَقَالَ فِي  
هَامِشِهِ عَنِ التَّهْذِيبِ قَالَ أَبُو زُرْعَةَ يَكْتُبُ حَدِيثَهُ وَ  
قَالَ أَبُو دَاوُدَ لَا أَعْلَمُ أَحَدًا تَرَكَ حَدِيثَهُ وَغَيْرَهُ أَحَبَّ إِلَيَّ  
وَسَنَّهُ - (انتہی)

امام بخاری نے تعلیقات میں ان سے روایت کی ہے۔ مسلم اور سنن اربعہ کے یہ راوی  
ہیں۔

چوتھے راوی عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ ہیں۔ ان کی نسبت "تقریب" میں لکھا ہے۔  
عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي لَيْلَى الْأَنْصَارِيُّ الْمَدَنِيُّ ثُمَّ الْكُوفِيُّ ثِقَةً مِنْ  
الثَّانِيَةِ مَحَلَّ مَتَّعَ بِهِ رَوَى فِي غَرَضِ اسناد میں براء بن عازب تک چار راوی ہیں  
جن میں دو راوی یعنی محمد بن الصلاح اور ابن ابی لیلیٰ ہر شش اصول کے راوی ہیں، جن کی توثیق  
میں کسی کو کلام نہیں۔ تیسرے راوی شریک ہیں۔ ان کا صدوق ہونا اور مسلم کا راوی ہونا اوپر  
ثابت ہو چکا ہے اور اس روایت میں شریک کا خطا کرنا موجب جرح نہیں ہو سکتا کیونکہ بخاری  
وغیرہ یزید کا زیادہ کرنا یعنی کلمہ (ثُمَّ لَا يَعْوَدُ) کا روایت کرنا خود قبول کرتے ہیں اور دیگر  
روایت بھی اس زیادہ کو یزید سے روایت کرتے ہیں جس کا ذکر آتا ہے، پس شریک اس زیادہ  
میں متفرق نہیں۔ لہذا روایت کرنا شریک کا اس زیادہ کو مقبول و معتبر ہے۔

قَالَ الزُّبَيْدِيُّ فِي تَخْرِيجِهِ قَالَ الشَّيْخُ فِي الْأَمَامِ وَ  
اعْتَرَضَ عَلَيْهِ بِأَمُورٍ أَحَدُهَا انْكَارُ هَذِهِ الزِّيَادَةِ عَلَى  
شَرِيكِهِ وَارْعَمُوا أَنَّ جَمَاعَةً زَوَّوْهُ عَنْ يَزِيدَ لَمْ يَدْكُرُوا  
لِيَهْ لَمْ لَا يَعْوَدُ قَالَ الشَّيْخُ وَقَدْ تَوَبَّعَ شَرِيكُهُ عَلَيْهَا  
كَمَا أَخْرَجَهُ الدَّارُ قُطَيْبِيُّ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ زَكْرِيَّا -  
(انتہی)

پس جب کہ شریک کے تابع اس زیادہ میں موجود ہیں تو یہ زیادہ خطاء شریک نہیں ہو  
سکتی۔ پس صحت اس زیادہ کی نسبت شریک ثابت ہو گئی۔

اور چوتھے راوی جو یزید بن ابی زیاد ہیں، ان کی توثیق بھی پہلے مقرر ہو چکی کہ حافظ شمس  
الدین زہبی اور ابن ابی عدی اور ابو داؤد ان کو صدوق کہتے ہیں اور مسلم نے ان کو اصحاب الدق  
والستر میں رکھا ہے۔

قَالَ الزُّبَيْدِيُّ فِي تَخْرِيجِهِ قَالَ الشَّيْخُ وَيَزِيدُ بْنُ أَبِي  
زَيْنَادٍ مَعْدُودٌ فِي أَهْلِ الصِّدْقِ ذَكَرَ أَبُو الْحَارِثِ الْقُفْرَوِيُّ  
قَالَ أَبُو الْحَسَنِ يَزِيدُ بْنُ أَبِي زَيْنَادٍ جَدُّ الْحَدِيثِ وَذَكَرَ  
مُسْلِمٌ فِي مُحْطَبِهِ كِتَابَهُ صَنِفًا فَقَالَ إِنَّ السَّيْرَةَ الصِّدْقَ  
وَتَعَاطَى الْعِلْمَ يَسْمَلُهُمْ كَقَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ وَيَزِيدُ بْنُ  
أَبِي زَيْنَادٍ - (انتہی)

"تقریب" میں جو ضعف بتلایا باعتبار آخر حال کے بتلایا، مگر یزید کا ثقہ ہونا بذاتہ ثابت ہے  
کہ رجال مسلم و ابو داؤد سے ہیں۔ لہذا یہ حدیث حسن ہوئی اور ابو داؤد نے جو اپنی سنن میں  
لکھا ہے کہ اس حدیث کو سفیان نے بدول کلمہ ثُمَّ لَا يَعْوَدُ کے روایت کیا ہے، اور کہا ہے  
کہ یہ کلمہ اول یزید نے بیان نہیں کیا تھا، پھر کوفہ میں اس کو زیادہ کیا ہے، اور اس حدیث کو یزید  
سے مشتمل و خالد بن ادریس نے نقل کیا ہے، مگر یہ کلمہ نقل نہیں کیا۔ تو یہ قول ابو داؤد کا اس  
زیادہ پر جرح نہیں لانا جب کہ یزید کا صدوق ہونا اور وثوق ثابت ہے، کیونکہ یہ کلمہ مہاشن اور



مخالف حدیث فرید علیہ کے نہیں۔ اس واسطے کہ اصل میں رفع عند التحريم کو ذکر کیا ہے اور رفع عدم رفع عند الركوع وغیرہ کا کچھ ذکر نہیں کیا بلکہ اس سے سکوت ہے اور اس زیادہ میں عدم رفع سے کوئی مخالفت و مباثت رفع عند التحريم کے ساتھ پیدا نہیں ہوئی۔ پس ایسی زیادہ غیر مخالف فقہ کی مقبول ہوتی ہے۔ چنانچہ شرح نجف سے اوپر لکھا گیا

وَقَالَ ابْنُ الصَّلَاحِ فِي مَقْلَدِهِمْ وَمَذْهَبُ الْجُمْهُورِ مِنَ الْفُقَهَاءِ وَأَصْحَابِ الْحَدِيثِ فِيمَا حَكَاهُ الْخَطِيبُ أَبُو بَكْرٍ أَنَّ الزِّيَادَةَ مِنَ الْيَقِينِ مَقْبُولَةٌ إِذَا انْقَرَضَ بِهَا سَوَاءٌ كَانَ ذَلِكَ مِنْ شَخْصٍ وَاحِدٍ بَأَنَّ زَوَاهُ تَأْقِصًا مَرَّةً وَزَوَاهُ أُخْرَى وَفِيهِ تِلْكَ الزِّيَادَةُ أَوْ كَانَتْ الزِّيَادَةُ مِنْ غَيْرِ مَنْ زَوَاهُ تَأْقِصًا - (انتہی)

پس یزید فقہ کا اول زیادہ کو ذکر نہ کرنا اور پھر روایت کرنا کچھ مضرت کو نہیں ہوتا۔  
کما تقر فی الاصول لہذا اس عبارت ابوداؤد کو بظاہر المعنی محل طعن حدیث میں ذکر کرنا مناسب نہیں اور حسب قاعدہ اصول حدیث کوئی وجہ طعن کی نہیں۔

قَالَ الْعَيْنِيُّ وَ أَمَّا يَزِيدُ فِي نَفْسِهِ فَهُوَ يَقَعُ جَائِزُ الْحَدِيثِ وَ قَالَ يَعْقُوبُ بْنُ سُفْيَانَ هُوَ وَإِنْ تَكَلَّمَ فِيهِ لِيَقْبِرَ فَهُوَ مَقْبُولُ الْقَوْلِ عَدْلٌ يَقَعُ وَ قَالَ أَبُو دَاؤُدَ لَا أَعْلَمُ أَحَدًا تَرَكَ حَدِيثَهُ وَ غَيْرَهُ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْهُ وَ قَالَ ابْنُ مُعِينٍ فِي كِتَابِ الْيَقِينِ قَالَ أَحْمَدُ بْنُ حَالِحٍ يَزِيدُ يَقَعُ وَ لَا يُعْجِزُنِي قَوْلُ مَنْ تَكَلَّمَ فِيهِ وَ خَرَجَ حَدِيثُهُ ابْنُ خُرَيْمَةَ فِي صَحِيحِهِ وَ قَالَ السَّاجِيُّ صَدُوقٌ وَ كَذَا قَالَ ابْنُ حَبَّانَ وَ خَرَجَ حَدِيثُهُ ابْنُ خُرَيْمَةَ فِي صَحِيحِهِ وَ قَالَ السَّاجِيُّ صَدُوقٌ وَ كَذَا قَالَ ابْنُ حَبَّانَ وَ خَرَجَ مُسْلِمٌ حَدِيثَهُ وَ تَشْهَدُ بِهِ الْبُخَارِيُّ فَإِذَا كَانَ حَالُهُ كَذَا لِكُلِّ

عَارِ أَنْ يَحْمِلَ عَلَى أَنَّهُ حَدَّثَ بِبَعْضِ الْحَدِيثِ قَارَةً وَ بِحَدِيثِهِمْ أُخْرَى أَوْ يَكُونُ قَدْ نَسِيَ أَوْ لَا ثُمَّ ذَكَرَهُ (انتہی)  
الحاصل اصفیان کی یہ کلام منقولہ ابوداؤد موجب جرح اس زیادہ کی محدثین کے قاعدہ سے نہیں ہے اور علی ہذا ششم و خالد و ابن ادریس کا اس زیادہ کو روایت نہ کرنا جیسا کہ ابوداؤد نے لکھا اگر مسلم بھی ہو تب بھی کوئی جرح نہیں موافق قاعدہ مذکور کے چہ جائیکہ خود ششم کا روایت کرنا بھی اس زیادہ کو ثابت ہوتا ہو مع دیگر جماعت حفاظ کے۔

قَالَ الْعَيْنِيُّ بِعَارِضِ قَوْلِ ابْنِ دَاؤُدَ قَوْلَ ابْنِ عَدِيٍّ فِي الْكَمِيلِ زَوَاهُ هَشْمٌ وَ شَرِيكٌ وَ جَمَاعَةٌ مَعَهُمَا عَنْ يَزِيدَ وَ قَالُوا لَيْسَ لَمْ يَعُدْ وَ أَخْرَجَهُ الدَّارُ قُطْنِي عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ زَكْرِيَّا وَ نَحْوِهِ أَخْرَجَ الْبَيْهَقِيُّ فِي الْخِلَافَاتِ مِنْ طَرِيقِ نَظِيرِ بْنِ شُمَيْلٍ عَنْ إِسْرَائِيلَ بْنِ يُونُسَ بْنِ إِسْحَاقَ عَنْ يَزِيدَ بَلَقِطٍ رَفَعَ يَدَيْهِ حَدَّثَهُ أَوْ ذَكَرَهُ لَمْ يَعُدْ وَ أَخْرَجَهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْأَوْسَطِ مِنْ حَدِيثِ حَفْصِ بْنِ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا حَمْرَةُ الزِّيَادَاتِ كَذَا لِكُلِّ - (انتہی)

اب واضح ہو گیا کہ یہ عبارت ابوداؤد نہ موجب جرح حدیث ہے اور نہ حسب قاعدہ محدثین کے اس زیادہ پر کوئی جرح ہو سکتی ہے۔ البتہ امام بخاری نے اپنے رسالہ "رفع البدن" میں جو قول سفیان بن عیینہ نقل کیا ہے وہ خدشہ اس زیادہ پر وارد ہے وہ یہ ہے کہ سفیان کہتے ہیں جب یزید بوڑھے ہو گئے تو لوگوں نے ان کو لفظ لَمْ يَعُدْ تلقین کر دیا تھا لہذا یزید "قول لَمْ يَعُدْ" کو زیادہ کرنے لگے۔ عبارت رسالہ امام بخاری کی یہ ہے:  
قَالَ سُفْيَانُ لَمَّا كَبُرَ الشَّيْخُ لَقْنُوهُ لَمْ يَعُدْ فَقَالَ لَمْ يَعُدْ (انتہی)

اور تخریج زبلی میں اس قول سفیان کو حازی سے اس طرح نقل کیا ہے کہ یزید روایت کرتے تھے اور لَمْ لَا يَعُدْ نہیں کہتے تھے (یعنی جب مکہ میں روایت کرتے تھے) پھر جب



کوفہ میں گئے تو سنا کہ قُتْمٌ لَا یَعُوذُ زیادہ کرنے لگے، لوگوں نے تلقین کر دیا انہوں نے قبول کر لیا اور یہی سے تخریج میں دلیل یہ نقل کی ہے کہ قدیم خلفہ یزید مثل سفیان و شعبہ و شہم و زہیر و غیرہم اس زیادہ کو روایت نہیں کرتے اور شاگرد آخر عمر کے جس زمانہ میں اختلاط ہو گیا تھا روایت کرتے ہیں۔ عبارت تخریج و علی یہ ہے:

قَالَ سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ يَزِيدُ بْنُ أَبِي زَيْنَادٍ يُرْوَى هَذَا الْحَدِيثُ وَلَا يَقُولُ فِيهِ قُتْمٌ لَا يَعُوذُ ثُمَّ دَخَلَتِ الْكُوفَةُ فَكَوْنُهُ يَزِيدُ وَقَدْ زَادَ فِيهِ ثُمَّ لَا يَعُوذُ لِقِسْوَةَ فَتَلَقَّنَ انْتَهَى قَالَ السَّيِّهِيُّ فِي الْمَعْرِفَةِ وَ يَذَلُّ عَلَى أَنَّهُ تَلَقَّنَهَا إِنْ أَصْحَابُهُ الْقَدَمَاءُ لَمْ يَأْثُرُوا عَنْهُ بِمِثْلِ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَ شُعْبَةَ وَ هُكَيْمٍ وَ زُهَيْرٍ وَ غَيْرِهِمْ وَإِنَّمَا أَتَى بِهَا عَنْهُ مَنْ سَمِعَ مِنْهُ بِأَخْرِهِ وَ كَانَ قَدْ تَغَيَّرَ وَ اخْتَلَطَ - (انتہی)

اور حافظ ابن حجر تلخیص زہلی میں سفیان کا قول اس طرح نقل کرتے ہیں:

قُلْمًا قَدْ مَتَّ الْمَدِينَةُ سَمِعْتُهُ يَزِيدُ فِيهِ ثُمَّ لَا يَعُوذُ فَظَنَنْتُ أَنَّهُمْ لِقِسْوَةَ (انتہی)

بہر حال زیادہ پر یہ اقوال سفیان کے بظاہر جرح قوی وارد کرتے ہیں۔ اس کا جواب علماء حنفیہ کی طرف سے یہ ہے کہ سفیان کا یہ کہنا کہ اول یزید کلمہ لَا يَعُوذُ روایت نہیں کرتے تھے۔ کوفہ میں جا کر بیان کیا گو مسلم، مگر یہ امر موجب جرح نہیں۔ کھٹا مٹا اور یہ کہنا کہ بعد تغیر کے تلقین ہوئی، غیر مسلم کیونکہ یہ سفیان کا محض ظن و تخمین سے ہے نہ کہ تحقیق، یقین سے وہ خود فرماتے ہیں فَظَنَنْتُ أَنَّهُمْ لِقِسْوَةَ الخ اور اس پر کوئی حجت، بجز اس کے نہیں کہ اول بیان نہ کیا، کوفہ میں بیان کیا، سو یہ دلیل تلقین کی نہیں، بلکہ حسب قاعدہ محدثین ایسی زیادات مقبول ہے۔ کھٹا مٹا سفیانی اور ابن عدی نے کمال میں شہم کے واسطے سے زیادات قُتْمٌ لَا يَعُوذُ کو روایت کر کے بتلادیا قدامت اصحاب یزید نے بھی اس زیادت کو روایت کیا ہے

اور یہ زیادات اختلاط کے بعد نہیں، بلکہ ابتدا سے ہے اور نہ یہ زیادات تلقین ہے، بلکہ محفوظ روایت یزید کی ہے اور اس روایت شہم کو احمد بن حنبل نے بھی روایت کیا ہے:

قَالَ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي زَيْنَادٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَثُرَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى يَرَى إِبْهَامَيْهِ قَرِيبًا مِمَّنْ أُذُنُهُ ثُمَّ لَا يَعُوذُ فِي الصَّلَاةِ (الخ) (من كشف الستر)

(ترجمہ) "حضرت ابن عازب سے روایت ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب تکبیر کرتے اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے حتیٰ کہ آپ کے دونوں انگوٹھے دونوں کانوں کے قریب دکھائی دیتے، پھر آپ نماز میں (تکبیر تحریر) کے علاوہ ہاتھوں کو نہ اٹھاتے۔"

پس واضح ہو گیا کہ یہ زیادت صحیح و معتبر ہے اور جرح کرنا اس پر بائن، قول ابن عیینہ خلاف قواعد مسلمہ اہل حدیث کے ہے کہ یزید بن ابی زیاد موثق اور اس کی روایت مقبول و معمول ہے، کوئی غبار اس پر نہیں۔ واللہ تعالیٰ و لہی الصوفیق۔

دوسرے اسناد جس سے امام ابوداؤد نے اس حدیث براء بن عازب کو روایت کیا، الفاظ اس کے یہ ہیں:

حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَا وَ كَيْسَعُ بْنُ أَبِي لَيْلَى عَنْ أَبِيهِ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَفَعَ يَدَيْهِ حِينَ افْتَتَحَ الصَّلَاةَ ثُمَّ لَمْ يَرْفَعْهُمَا حَتَّى انْصَرَفَ

"حضرت براء بن عازب سے روایت ہے کہتے ہیں کہتے ہیں میں نے رسول اللہ



صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا اپنے دونوں ہاتھوں کو نماز کی ابتداء میں (تکبیر تحریرہ کے وقت) اٹھائے پھر نہیں اٹھائے حتیٰ کہ نماز سے پھر گئے۔

اور امام بخاری نے اس روایت کی اسناد اپنے رسالہ رفع الیدین میں اس طرح بیان کی ہے:

قَالَ الْبُخَارِيُّ وَ رَوَى وَ كَسَعَ عَنْ ابْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ  
أَخِيهِ عِيسَى وَ الْحَكَمِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنْ ابْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ  
الْبَرَاءِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِذَا كَبَّرْتُمْ لَمْ يَرْفَعْ -

اس طریق اسناد میں جو ابوداؤد اور رسالہ "رفع الیدین" بخاری سے نقل کیا گیا ہے امام ابوداؤد فرماتے ہیں (هَذَا الْحَدِيثُ لَيْسَ بِصَحِيحٍ) مگر چونکہ اول حسن ہونا حدیث یزید کا ثابت ہو چکا کہ یزید ثقہ ہے اور یہ حدیث قبل تغیر کے ہے، کیونکہ شمس نے (جو تلمیذ قدیم قبل زمانہ تغیر یزید کا ہے) اس کو روایت کیا ہے تو ضعف اس سند کا جو بوجہ محمد بن ابی لیلی کے ہے) ہم کو مضر نہیں، کیونکہ اس سند سے تقویر و تائید اول حدیث مراد ہے نہ اثبات مدعی اور ضعیف حدیث سے تائید حاصل ہو جاتی ہے۔ کما فی اصول الحدیث اور حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس کی نسبت یہ شبہ فرماتے ہیں کہ یہ روایت جو ابن ابی لیلی نے بیان کی، اپنے حافظ سے بیان کی، اور ابن ابی لیلی کی کتاب سے جو روایت کرتے ہیں اس میں اس کو بواسطہ یزید روایت کرتے ہیں، پھر آخر مرجع حدیث کا یزید کی تعلق پر ٹھہرا اور محفوظ وہ ہے جو روایت کیا یزید سے ثوری اور شعبہ اور ابن عیینہ سے، پہلی عبارت بلفظہ امام کے رسالہ کی یہ ہے:

قَالَ الْبُخَارِيُّ وَ إِنَّمَا رَوَى ابْنُ أَبِي لَيْلَى هَذَا مِنْ  
حِفْظِهِ فَأَمَّا مَنْ حَدَّثَ عَنْ ابْنِ أَبِي لَيْلَى مِنْ كِتَابِهِ فَإِنَّمَا  
حَدَّثَ عَنْ ابْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ يَزِيدَ فَرَفَعَ الْحَدِيثَ إِلَى  
تَلْقِيَنِ يَزِيدَ وَ الْمَحْفُوظُ مَا رَوَى عَنْهُ الثَّوْرِيُّ وَ شُعْبَةُ وَ

ابن عُبَيْدَةَ قَدْ يَسَّأَ -

جس سے یہ تبادر ہوتا ہے کہ یہ سند محض بے اصل ہے، پھر تائید کی صلاحیت نہیں رکھتی، سو یہ مدفوع ہے کیونکہ محمد بن ابی لیلی صدوق و جائز الحدیث ہے اور جس نے ان کو ضعیف لکھا ہے بوجہ سوء حفظ کے (جو آخر عمر میں بعد قضا) لائق ہوا تھا، لکھا ہے اور یہ بھی محقق و مبرہن ہے کہ محمد اپنے بھائی عیسیٰ ابن ابی لیلی سے اور عیسیٰ اپنے والد عبد الرحمن سے روایت کرتے ہیں، علی ہذا محمد کا حکم سے اور حکم کا عبد الرحمن سے روایت کرنا بلا تردید ہے۔ پس ایسی حالت میں اگر محمد عیسیٰ اور حکم سے اس روایت براء کو بھی روایت کرتا ہے جیسا کہ یزید سے روایت کرتا ہے تو ہرگز کوئی مانع نہیں ہو سکتا اور نہ کوئی قدح اس کے حق میں ہو سکے گا اور یہ بھی احتمال ہے کہ و کسب نے اس روایت کو محمد سے قبل لحوق سوء حفظ کے اغذ کیا ہو، تو ایسی حالت میں اس میں احتمال ضعف کا بہت ضعیف ہے کہ جس کا انبجار بھی سل ہے اور تائید کا حصول تو اس سے خود موافق قواعد اصول کے ہے:

قَالَ فِي خِلَاصَةِ التَّهْذِيبِ مُحْتَمِدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ بْنِ  
أَبِي لَيْلَى الْأَنْصَارِيُّ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَاضِي الْكُوفَةِ وَ  
أَحَدُ الْأَعْلَامِ عَنْ أَخِيهِ عِيسَى وَ الشَّعْبِيِّ وَ عَطَاءٍ وَ نَافِعٍ وَ  
عَنْ شُعْبَةَ وَ سُفْيَانَ وَ كَسَعَ وَ أَبُو نَعِيمٍ قَالَ أَبُو حَاتِمٍ  
مَحَلُّهُ الصِّدْقُ شَغَلَ بِالنَّقْضَاءِ فَنَسَاءَ حِفْظُهُ قَالَ  
الْعَجَلِيُّ كَانَ فَقِيهًا صَاحِبَ السُّنَنِ جَانِزُ الْحَدِيثِ -

اور تقریب میں ان کو صدوق سینی الحفظ کہا ہے اور "میزان الاعتدال" میں لکھا ہے:

صَدُوقٌ إِمَامٌ سَيِّئُ الْحِفْظِ وَ قَدْ وَثَّقَ رَوَى عَنْهُ  
الشَّعْبِيُّ وَ عَطَاءٌ وَ الْحَكَمُ

اگرچہ تضعیف بھی ان کے علماء سے منقول ہے مگر وجہ ضعف وہی سوء حفظ عارضی ہے فقط، پس جب کہ محمد کا صدوق موثق، جائز الحدیث ہونا اور عیسیٰ اور حکم سے



راوی ہونا محقق ہے تو احتمال صحت روایت حدیث براء بن عازب کا بھی یحییٰ اور حکم سے موجود ہے اور بسبب اس کے کہ سوء حفظ ان کو بعد قضاء کے عارض ہوا ہے تو اخذ و کسب کا اس حدیث کو محمد سے نقل لمحق سوء حفظ کے بھی محتمل صحیح ہے تو ان دو وجہ سے یہ حدیث احتمال صحت کا رکھتی ہے اور بوجہ مخالفت روایت حفظ حدیث اور روایت کتاب کے احتمال خطا کا ہے اور یہ اضطراب ہے تو ایسے موقعہ میں اگر حافظ کا یہ اضطراب ہوتا ہے تو رفع اس کا اس طرح بھی کیا جاتا ہے کہ سب (شیوخ سے اثبات روایت کا مسلم کرتے ہیں کہ احیاناً ایک شیخ کا ذکر کیا اور احیاناً دوسرے کا۔ چنانچہ بخاری نے روایت قتادہ کا اضطراب اس طرح دفع کیا ہے 'ترمذی کے باب مَا يَقُولُ إِذَا دَخَلَ الْخَلَاءَ میں لکھا ہے: حَدِيثُ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ فِي إِسْنَادِهِ اضْطِرَابٌ إِلَى أَنْ قَالَ قَالَ أَبُو عِيْسَى سَأَلْتُ مُحَمَّدًا عَنْ هَذَا فَقَالَ بَحْثِيْلٌ أَنْ يَكُونَ قَتَادَةُ رَوَى عَنْهُمَا جَمِيعًا

دیکھو! قتادہ کے اضطراب کو کہ کبھی نصر بن انس سے روایت کرنا بیان کیا اور کبھی زید بن ارقم سے 'اس طرح رفع کر دیا کہ دونوں سے احتمال روایت ہو سکتا ہے 'اب علاوہ ابو داؤد کے جن جن مصنفین محدثین نے حدیث براء بن عازب کو اخذ کیا ہے ان کی عبارت بھی نقل کی جاتی ہے۔ مسند امام احمد میں اس طرح بیان کیا گیا ہے۔ چنانچہ پہلے بھی وہ نقل ہو چکا ہے:

ثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي زَيْنَادٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَسَّرَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى يَرَى إِبْنَهُمَا قَرِيبًا مِمَّنْ أَذْنِبَهُ ثُمَّ لَا يَعْبُدُ فِي الصَّلَاةِ

ترجمہ: کہا براء بن عازب نے جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تکبیر فرماتے 'رفع یدین کرتے' یہاں تک کہ ہم دیکھتے دونوں انگوٹھے کانوں کے نزدیک' پھر اس نماز میں نہ اٹھاتے 'اس روایت میں شریک راوی کے بجائے اشم ہے کہ راوی یزید کا قبل تغیر یزید کے ہے۔ چنانچہ بیان اس کا ہو چکا۔

اور مصنف ابن ابی شیبہ میں اس طرح ہے:

ثَنَا وَكِيعٌ عَنْ ابْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ الْحَكِيمِ وَعَبِيْسَى عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ رَفَعَ يَدَيْهِ ثُمَّ لَا يَزِفُّهُمَا حَتَّى يَقْرُعَ۔

ترجمہ بدستور سابق ہے 'اور موافق روایت ابو داؤد و رسالہ "رفع الیدین" امام بخاری سب رجال اس کے ثقہ ہیں اور امام طحاوی نے شرح "معانی الآثار" میں اس طرح روایت کیا ہے:

ثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ نَافِعٍ ثَنَا سُفْيَانُ ثَنَا يَزِيدُ بْنُ أَبِي زَيْنَادٍ عَنْ ابْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَسَّرَ لَا فَيَسْأَلُ الصَّلَاةَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى يَكُونَ إِبْنُهُمَا قَرِيبًا مِمَّنْ أَذْنِبَهُ ثُمَّ لَا يَعْبُدُ۔ ("طحاوی" صفحہ ۱۴۲)

ترجمہ بدستور 'وايضاً۔

فِيهِ ثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ ثَنَا عُمَرُ بْنُ عَوْنٍ ثَنَا خَالِدٌ عَنْ ابْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ عِيْسَى بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِيهِ عَنِ الْبَرَاءِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ مثلاً 'وايضاً'

فِيهِ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ السَّعْمَانِ ثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى ثَنَا وَكِيعٌ عَنْ ابْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ أَحِبُّو عَنْ الْحَكِيمِ عَنْ ابْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ الْبَرَاءِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَوْلُهُ۔

اور روایت کیا اس حدیث براء بن عازب کو کئی طرق سے دار قطنی نے اور عبد الرزاق نے جامع میں۔ بخيال اختصار ان کی نقل کرنے کی کوئی ضرورت نہیں سمجھی ہم



نے اس جگہ چار حدیث کی کتابوں اور ایک رسالہ "رفع الیدین" امام بخاری علیہ الرحمہ سے حدیث براء بن عازب کے طریق اسناد کو نقل کیا ہے۔ اگرچہ بعض طرق کے بعض روایات ضعیف بھی ہیں مگر بوجہ تعدد طرق اسناد کے قوت ہو سکتی ہے۔ گمما ہو ثابت فی اصول الحدیث

بعد ثبوت و توثیق حدیث براء بن عازب کی حدیث عبد اللہ بن عباس اور عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی تائید و تقویت کے لیے بیان کی جاتی ہے۔ کہا "تخریج و بلی" میں:

قَالَ الطَّبْرَانِيُّ فِي مُعْجَمِهِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ عَنْ أَبِي لَيْسَى عَنْ أَبِي بَكْرٍ عَنْ أَبِي لَيْسَى عَنْ ابْنِ أَبِي لَيْسَى عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَرْفَعُ الْأَيْدِي إِلَّا فِي سَبْعِ مَوَاطِنَ حِينَ يَفْتَتِحُ الصَّلَاةَ وَحِينَ يَدْخُلُ مَسْجِدَ الْحَرَامِ فَيَنْظُرُ إِلَى الْبَيْتِ وَحِينَ يَقُومُ عَلَى الصَّفَا وَحِينَ يَقُومُ عَلَى الْمَرْوَةِ وَحِينَ يَقِفُ مَعَ النَّاسِ عَشِيرَةَ عَرَفَةَ وَالْمَقَامَيْنِ وَحِينَ يَكْرُمُ الْجُمُعَةَ.

اور امام بخاری نے تعلیقات رسالہ "رفع الیدین" میں اس طرح روایت کی ہے:

وَرَوَى عَنْ ابْنِ أَبِي لَيْسَى عَنْ نَافِعٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ عَنْ ابْنِ أَبِي لَيْسَى عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَرْفَعُ الْأَيْدِي إِلَّا فِي سَبْعِ مَوَاطِنَ فِي إِفْتِتَاحِ الصَّلَاةِ وَفِي اسْتِقْبَالِ الْبَيْتِ وَفِي الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَفِي عَرَفَاتٍ وَفِي الْمَقَامَيْنِ عِنْدَ الْجُمُعَتَيْنِ.

ترجمہ: فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے رفع الیدین نہ کیا جائے مگر سات جگہ۔ جب نماز شروع کرے اور جب خانہ کعبہ میں داخل ہو اور کعبہ کو دیکھے

اور جب صفا اور مروہ پر کھڑا ہو اور جب لوگوں کے ساتھ عرفہ کے دن ڈھلے و قوف کرے اور مزدلفہ میں اور دونوں مقاموں میں وقت رومی جمرہ کے۔

اور حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے رسالہ "رفع الیدین" میں تعلیق اس حدیث ابن عباس اور ابن عمر سے روایت کیا ہے اور یہ حدیث موقوفہ بھی منقول ہے اور مرفوعہ بھی۔ ہر چند اس روایت پر آئمہ نے کلام کیا ہے مگر چونکہ بطور تائید اس کو نقل کیا ہے کچھ ہرج نہیں۔ ثبوت اصلی دعا کا دو حدیث سابقا ذکر کر دیا گیا ہے اور یہ محض تائید کی غرض سے منقول ہوئی ہے۔

تاہم حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے جو اس حدیث پر تین شبہ دار کیے ہیں ان کا مختصر جواب دیا جاتا ہے۔ ایک یہ کہ شعبہ نے کہا ہے کہ حکم نے مقسم سے نہیں سنا مگر چار حدیثیں اور یہ حدیث ان چار میں سے نہیں۔ لہذا امر سل ہے۔

جواب اس شبہ کا علماء حنفیہ کی طرف سے یہ ہے کہ ہر چند مرسل امام بخاری کے نزدیک حجت نہ ہو مگر امام مالک، امام اعظم، امام احمد بن حنبل وغیرہم کے نزدیک حجت ہے پس مرسل ہونا ان کی دلیل کو کمزور نہیں کرتا۔ شرح صحیح مسلم میں ہے:

وَمَذْهَبُ مَالِكٍ وَأَبْنِ حَنِيفَةَ وَأَحْمَدَ وَأَكْثَرِ الْفُقَهَاءِ أَنَّهُ يَحْتَجُّ بِهِ.

دوسرا شبہ یہ فرمایا ہے کہ طاؤس اور ابو جمرہ اور عطاء نے ابن عباس کو دیکھا کہ وہ رکوع کرتے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع الیدین کرتے تھے۔ اس کا جواب علماء حنفیہ کی طرف سے یہ ہے کہ جو طاؤس وغیرہ نے ابن عباس سے رفع الیدین کرنا نقل کیا وہ مثبت دوام اس فعل کا نہیں۔ تاکہ عدم رفع کے معارض ہو، ممکن ہے کہ کبھی ابن عباس نے رفع الیدین بھی کیا ہو۔ جمہور طرفین رافضی اور ماتھین وجود رفع یا عدم وجوب رفع کے قائل نہیں۔ پس کوئی امر معارض ثابت نہ ہوا اور یہ جواب مسلمات رافضی سے ہے، کیونکہ جب بروایت مجاہد حضرت عبد اللہ بن عمر سے رفع الیدین نہ کرنا ثابت ہوا، تو رافضی نے یہی جواب دیا تھا۔ چنانچہ مسک الحتام میں نواب صاحب بھوپال فرماتے ہیں:



و جوابش آنست کہ این اعتراض وقتے بر ما  
وارد شود کہ ابن عمر را راوی وجوب رفع گوئیم  
حالانکہ این نمی گوئیم زیرا کہ مجاہد حکایت  
فعل ابن عمر کردہ و فعل را عموم نیست چہ وہ  
نگفتہ کہ ابن عمر گاہی دست نمے برداشت بلکہ

حکایت نمازی مخصوص کردہ

تیرا شبہ یہ فرمایا ہے کہ و کتب کی حدیث بلکہ کلمہ انحصار (لا یرفع الا فی ہذہ  
المواطن) موجود نہیں اور علاوہ ان سات مقامات مذکورہ کے اشتقا اور دعا وغیرہا میں بھی  
حضرت نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ہاتھ اٹھانا ثابت ہوا ہے۔ جب حصر اس حدیث میں ثابت  
نہ ہوا تو جیسے ان مقامات مذکورہ میں رفع کرے رکوع کرتے وقت اور رکوع سے سر اٹھانے کے  
وقت بھی رفع یدین کرے۔

جواب اس شبہ کا علماء حنفیہ کی طرف سے یہ ہے کہ بلاشبہ حصر حقیقی مراد نہیں تاکہ  
تعارض دیگر احادیث کے ساتھ واقع ہو مگر حصر اضافی ضرور ثابت ہے اور جب نماز میں سے  
بجائے چند مرتبہ رفع کرنے کی صرف ایک جگہ یعنی افتتاح نماز ہی میں رفع کرنے کا ذکر کیا تو  
اس سے دیگر مقامات رکوع اور رکوع سے اٹھنے وقت کی نفی یقیناً پائے گی۔ کیونکہ نماز جس  
کا ذکر کرنا پانچ مرتبہ رات دن میں فرض ہے۔ اس کے ایک قسم کے حکم کو جو تین جگہ ایک  
ہی رکعت میں اور ہر رکعت میں کرنا پتا ہو ایک جگہ تو بتلادینا اور دو جگہ چھوڑ دینا خلاف  
قیاس ہے اور عادات مجتہدین صحابہ سے براہل دور ہے ظاہر تو یہی امر ہے۔ آئندہ  
واللہ اعلم و علمہ اتم۔

چوتھا شبہ مصنف "تو پر الیٰین" نے یہ کہا ہے کہ یہ حدیث مرفوع نہیں بلکہ قول ابن  
عباس ہے۔

جواب اس کا اول تو یہ ہے کہ ہر دو طریق طبرانی اور بخاری سے مرفوع ہونا اس کا ثابت  
ہے جیسا کہ الفاظ روایت سے ظاہر ہوا:

فَلَا وَجْهَ لِعَدَمِ كَوْنِهِ مَرْفُوعًا -

اسرا جواب یہ ہے کہ جب قول صحابی ایسا ہو کہ جس میں قیاس کو گنجائش نہ ہو تو وہ حکم  
(۱۲۸) کا محتاج ہے۔ کما ہو قاریت عند اہل الحدیث

حدیث ابن عباس کے بعد حدیث عباد بن الزبیر ذکر کی جاتی ہے۔ کما رسالہ "کشف"

عَبَادُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَخْرَجَهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي الْخِلَافِيَّاتِ أَيْضًا  
أَخْرَجَنَا عَبْدُ اللَّهِ الْحَافِظُ عَنْ أَبِي الْعَبَّاسِ مُحَمَّدِ بْنِ  
مَعْقُوبٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ الرَّبِيعِ  
عَنْ حَنْظَلٍ بْنِ عِيَّانٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ بَحْبُوحٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ  
الزُّبَيْرِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا  
امْتَنَحَ الصَّلَاةَ رَفَعَ يَدَيْهِ فِي أَوَّلِ الصَّلَاةِ ثُمَّ لَمْ  
يُفْعَلْ بِهِمَا فِي شَيْءٍ حَتَّى يَنْفَرُ -

روایت ہے عباد بن الزبیر سے، تحقیق رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
جب نماز شروع کرتے شروع نماز میں دونوں ہاتھ اٹھاتے پھر آخر تک نہ اٹھاتے۔  
اس حدیث کے اسناد پر امام دقیق الحدیث نے کوئی جرح نہیں کی۔ البتہ یہ کہا ہے کہ  
عباد بن زبیر صحابی نہیں بلکہ تابعی ہیں لہذا یہ حدیث مرسل ہوئی متصل نہ رہی۔

جواب اس کا علامہ محمد ہاشم سندھی نے یہ دیا ہے کہ حدیث مرسل حنفیوں کے نزدیک  
مستحب ہے۔ خصوصاً مرسل قرون ثلاثہ پھر جب کہ تائید کی گئی ہو اور احادیث سے اقوال  
مطلوبہ کے نزدیک مقبول نہیں بلکہ امام مالک اور امام احمد بن حنبل اور جمہور فقہاء  
کے نزدیک حجت ہیں پھر کوئی وجہ اعتراض کی نہیں۔ کما مر۔

حال تک پانچ احادیث کہ جن میں ایک مرسل ہے اور چار متصل مرفوع ہیں۔ چار



صحابہ (عبداللہ بن مسعود، براء بن عازب، عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن عباس) کی مذکور ہوئیں۔  
 علاوہ دیگر کتب احادیث کے جن کی عبارتیں منقول ہوئیں۔ خود امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ  
 نے بھی اپنے رسالہ "رفع الیدین" میں ان چاروں کو روایت کیا ہے اور کسی کو ان میں سے  
 موضوع نہیں کہا، اور نہ کسی راوی کو متهم با کذب یا مستور الحال فرمایا۔ البتہ حسب قاعدہ فن  
 حدیث کچھ کچھ جرح ہر ایک کی اسناد پر فرمائی، جس کو علماء حنفیہ نے فن حدیث ہی کے قاعدہ  
 سے اٹھایا ہے، خصوصاً حدیثین اولین پر سے کسی جرح کو باقی نہیں رہنے دیا، جو منصف  
 طبیعت ہیں، وہ خود انصاف کر کے دل میں فیصلہ کر لیں۔

### آثار صحابہ

اثر ابن عمر، امام محمد رحمۃ اللہ علیہ "موطا" میں فرماتے ہیں:

قَالَ مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبَانَ بْنِ صَالِحٍ عَنْ  
 عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ حَكِيمٍ قَالَ رَأَيْتُ ابْنَ عُمَرَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ  
 حِذَاءَ أَذُنَيْهِ فِي أَوَّلِ تَكْبِيرَةِ افْتِتَاحِ الصَّلَاةِ وَلَمْ  
 يَرْفَعْهُمَا سِوَايَ ذَلِكَ.

ترجمہ: عبدالعزیز بن حکیم کہتے ہیں دیکھا میں نے ابن عمر کو اٹھاتے تھے دونوں ہاتھ  
 کانوں تک اول تکبیر پر شروع نماز میں اور اس کے سوا نہیں اٹھاتے تھے۔

اور امام طحاوی "شرح معانی الآثار" میں حضرت ابن عمر سے یہی روایت دوسرے طریق  
 اسناد سے نقل کرتے ہیں: عبارت بلغدیہ ہے:

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذَاؤَدَ وَقَالَ لَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ قَالَ لَنَا  
 أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ حَصِينٍ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ صَلَّيْتُ  
 حَلْفَ ابْنِ عُمَرَ فَلَمْ يَكُنْ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِلَّا فِي التَّكْبِيرَةِ  
 الْأُولَى مِنَ الصَّلَاةِ.

ترجمہ: مجاہد کہتے ہیں نماز پڑھی میں نے پیچھے ابن عمر کے، پس نہیں اٹھاتے تھے

ہاتھ نماز کے پہلی تکبیر میں۔

اس دوسرے اسناد مجاہد کو حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی رسالہ "رفع  
 الیدین" میں نقل کیا ہے مگر تین جرح وارد کی ہیں۔ ایک یہ کہ مجاہد سے لیٹ نے نقل کیا کہ وہ  
 رفع یدین کرتے تھے اور یہ محفوظ تر ہے۔ دوسرے یہ کہ صدقہ نے کہا ہے کہ جس نے حدیث  
 مجاہد ابن عمر سے رفع یدین نہ کرنے میں نقل کی اس کا حافظہ آخر میں متغیر ہو گیا تھا۔ تیسرے یہ  
 کہ طاہس اور سالم اور نافع اور ابی الزبیر اور محارب بن دثار وغیرہم نے کہا ہے (کہ دیکھا ہم نے  
 ابن عمر کو رفع یدین کرتے وقت تکبیر اولیٰ اور رکوع کیے۔ عبارت امام مودج کے رسالہ کی یہ

ہے:

وَالَّذِي قَالَ أَبُو بَكْرٍ رَأَيْتُ ابْنَ عَيَّاشٍ عَنْ حَصِينٍ عَنْ  
 مُجَاهِدٍ قَالَ مَا رَأَيْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا  
 يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي شَيْءٍ مِنَ الصَّلَاةِ إِلَّا فِي التَّكْبِيرَةِ الْأُولَى  
 فَقَدْ حَوَّلَ فِي ذَلِكَ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ وَكَيْفَ عَنْ  
 الرَّبِيعِ بْنِ صَبِيحٍ قَالَ رَأَيْتُ مُجَاهِدًا يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِذَا  
 رَكَعَ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ وَقَالَ جَرِيدٌ عَنْ لَيْثٍ  
 عَنْ مُجَاهِدٍ أَنَّهُ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ وَهَذَا أَحْفَظُ عِنْدَ أَهْلِ  
 الْعِلْمِ قَالَ صَدَقْتَ إِنَّ الَّذِي يَزُورُنِي حَدَّثَنِي مُجَاهِدٌ عَنْ  
 ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا أَنَّهُ لَمْ يَرْفَعْ يَدَيْهِ إِلَّا  
 فِي أَوَّلِ التَّكْبِيرَةِ كَانَ صَاحِبَهُ فَقَدْ تَغَيَّرَ بِأَخْبَرِهِ وَالَّذِي  
 زَوَّاهُ الرَّبِيعَ وَلَيْثٌ أُولَى مَعَ أَنَّ طَاوُشًا وَسَالِمًا وَنَافِعًا وَ  
 أَبَا الزُّبَيْرِ وَمُحَارِبَ بْنَ قَارِظٍ وَغَيْرَهُمْ قَالُوا زَأَيْنَا ابْنَ عُمَرَ  
 يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِذَا كَبَّرَ وَإِذَا رَكَعَ.

اول جرح کا جواب علماء حنفیہ کی طرف سے یہ ہے کہ اگر خود مجاہد کا رفع یدین کرنا  
 ثابت ہو تو یہ امر ان کے واسطے سے روایت عدم رفع کو کمزور نہیں کرتا جیسا کہ امام مالک



حضرت ابن عمر سے بواسطہ نافع (جو نہایت درجہ قوی اسناد ہے) حدیث رفع یدین کی روایت کرتے ہیں اور موافق مشہور روایت خود اس کے حامل نہیں۔ کما سیحسی۔

دوسرے جرح کا جواب یہ ہے کہ اگر راوی عن الجہاد متغیر الحافظ ثابت ہوا جس سے یہ اسناد کمزور ہو گئی تو دوسرا طریقہ اسناد حدیث ہذا جو موطا امام محمد سے نقل ہوا اس ر قوی کرتا ہے۔

تیسرے جرح کا جواب یہ ہے کہ طاؤس اور سالم اور نافع وغیرہم نے حضرت ابن عمر سے بے شک رفع یدین کرنا نقل کیا مگر او مت اس عمل کی نہیں کی۔ اسی طرح مجاہد اور عبد العزیز بن حکیم رفع یدین نہ کرنا حضرت ابن عمر سے نقل کیا۔ لہذا ممکن ہے کہ ابتداء میں حضرت ابن عمر نے رفع یدین کیا ہو گا جس کو طاؤس وغیرہ نے دیکھا اور جب بعد میں رفع یدین نہ کرنا ثابت ہوا تو ترک کر دیا ہو گا جس کو مجاہد اور عبد العزیز بن حکیم نے روایت کیا ہے۔

اور امام طحاوی کے نزدیک یہ ترک رفع یدین کرنا ابن عمر کا منسوختہ رفع یدین کا قریب ہے:

خَبَرْتُ قَالَ فِي التَّلَخُّاجِ قِيَانُ قَالَ قِيَانُ طَارُوسًا قَدْ ذَكَرْتَهُ زَايَ ابْنُ عُمَرَ يَفْعَلُ مَا يَوَافِقُ مَا زَاوَى عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ ذَلِكَ قِيلَ لَهُمْ فَقَدْ ذَكَرْتَهُ طَارُوسٌ وَ قَدْ خَالَفَهُ مُجَاهِدٌ فَقَدْ يَجُوزُ أَنْ يَكُونُ ابْنُ عُمَرَ فَعَلَّ مَا زَاوَاهُ طَارُوسٌ يَفْعَلُهُ قَبْلَ أَنْ تَقُومَ عِنْدَهُ الْحُجَّةُ يَسْجِمُ ثُمَّ قَامَتْ عِنْدَهُ الْحُجَّةُ يَسْجِمُ وَ تَرَكَهُ وَ فَعَلَ مَا ذَكَرَهُ عَنْهُ مُجَاهِدٌ - هَكَذَا يَبْطِئُ أَنْ يَحْمِلَ مَا زَاوَى عَنْهُمْ وَ يَبْطِئُ عَنْهُ الْوُحْمُ حَتَّى يَتَحَقَّقَ ذَلِكَ وَلَا يَسْقُطُ أَكْثَرُ الْبَرَرَاتِ -

اثر علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ

قَالَ مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبَانَ بْنِ حَالِحٍ عَنْ

عَاصِمِ بْنِ كَلْبِ بْنِ الْجَرْمِيِّ عَنْ أَبِيهِ قَالَ رَأَيْتُ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ رَفَعَ يَدَيْهِ فِي التَّكْبِيرَةِ الْأُولَى مِنَ الصَّلَاةِ الْمَكْنُوبَةِ وَ لَمْ يَرْفَعْهُمَا فِي مَتَا سِوَايَ ذَلِكَ -

ترجمہ: روایت ہے کلب بن شاپ تاہی سے کہما دیکھا میں نے علی بن ابی طالب کو اٹھاتے تھے دونوں ہاتھ تکبیر اولیٰ میں فرض نماز سے اور نہیں اٹھاتے تھے سوائے اس کے۔

اور امام طحاوی نے اثر ہذا کو ان الفاظ سے روایت کیا ہے:

قَالَ أَبُو بَكْرٍ قَدْ حَدَّثَنَا قَالَ نَسَا أَبُو أَحْمَدَ قَالَ نَسَا أَبُو بَكْرٍ النَّهْلِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ كَلْبِ بْنِ كَلْبِ بْنِ أَبِيهِ أَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي أَوَّلِ تَكْبِيرَةِ مِنَ الصَّلَاةِ ثُمَّ لَا يَرْفَعُ بَعْدَ -

ترجمہ: تحقیق علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز کی اول تکبیر میں دونوں ہاتھ اٹھاتے۔ پھر اس کے بعد نہیں اٹھاتے تھے۔

"تخریج زیلعی" میں لکھا ہے کہ یہ اثر صحیح ہے اور دار قطنی نے بھی اس اثر کی موقوفہ تصدیق کی ہے البتہ مرفوع ہونے میں کلام کی ہے۔

ان دونوں اسنادوں پر راہنمین کی جانب سے اگر یہ شبہ واقع ہو کہ دونوں کا مدار عاصم پر ہے اور وہ متکلم فیہ ہے تو جواب اس کا مفصلاً گزر چکا کہ عاصم بن کلب رجل مسلم اور سنن اربعہ سے ہیں۔ امام بخاری نے بھی تعلیقاً ان سے اخذ کیا ہے۔

تنبیہ: امام محمد کا روایت کرنا جو مجتہدین اربعہ کے قریب قریب درجہ میں شمار کیے جاتے ہیں اور امام مالک کے علم حدیث میں شاگرد امام شافعی کے استاذ امام احمد بن حنبل کے استاذ الاستاذ ہیں۔ شاہ ولی اللہ صاحب مصفیٰ میں شاگردان امام مالک کی نسبت فرماتے ہیں:

وَارَاجِعْهُدِينَ شَافِعِي وَمُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ بِلَا وَسْطَةٍ  
وَاحْمَدُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ مَهْدِيٍّ وَجَمَاعَاتٍ عَنْهُ وَ



ابو یوسف عن رجل عنه (نوائذ الیہ میں ہے و طلب الحدیث و  
سمع عن مسعود و مالک و الاوزاعی و الشوری) شرح موطن فاضل  
لکھنوی نے امام شافعی کا شاگرد ہونا اور امام محمد سے علوم پر عہدہ حوالہ کتب شافعیہ مثلاً "تہذیب  
الاسماء نووی" ولسان المیزان ابن حجر وغیرہ سے ثابت کر کے اس کی تکذیب کر دی ہے۔  
"منہاج السنہ" میں علامہ ابن تیمیہ نے اس سے انکار کیا ہے اور جس کو حضرات غیر مقلدین  
شانع کرتے ہیں۔ غرض ایسے امام کا ایسی حدیث کو روایت کرنا اس کے قوی ہونے پر دلالت کرتا  
ہے اگرچہ بعض راوی اس کے بعض آئمہ حدیث کے نزدیک ضعیف ہوں مگر اس سے فی  
الواقع ضعیف ہونا ان کا لازم نہیں آتا۔ مثلاً امام مسلم کے ۶۲۵ مشائخ ایسے ہیں جن کو امام  
بخاری نے معتد خیال نہیں کیا۔ ان مشائخ کے واسطے سے جس قدر احادیث امام مسلم نے  
روایت کیں امام بخاری کے نزدیک ضعیف ہیں اور امام بخاری کے ۴۳۴ مشائخ ایسے ہیں جن  
کو امام مسلم نے معتبر نہیں سمجھا اور ان سے جو روایت امام نے لیں امام مسلم کے نزدیک لائق  
حجت نہیں۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی شرح مقدمہ صحیح مسلم میں وجہ اختلاف فیما بین  
محمد بن علامہ جلال الدین سیوطی کے حوالہ سے اس طرح نقل فرماتے ہیں:

و شیخ جلال الدین رحمۃ اللہ علیہ گفتہ ازین  
جہت است کہ مسلم اخراج احادیث کرد از  
ششصد و بست و پنج (۶۲۵) کس از شیوخ کہ  
احتجاج نہ کرد باحادیث ایشان امام بخاری  
رحمۃ اللہ علیہ و امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ  
بر آورد احادیث چار صد و سی و چار (۴۳۴) تن از  
مشائخ کہ اعتبار نہ کرد احادیث ایشان را امام  
مسلم شیخ محی الدین نووی رحمۃ اللہ علیہ  
فرمود کہ ہمیں سبب یعنی اطلاع بعضے بر  
احوال رواہ و عدم اطلاع بعضے غالبتر است در

وقوع اختلاف از صحت احادیث چنانچہ باشد  
در راویان حدیث نہ آنکہ اختلاف باشد در  
تحقیق شروط در و مانند ابو الزبیر مکی یا  
سہل بن ابی الصلاح یا علاء بن عبدالرحمن یا  
حماد بن سلمہ کہ مسلم ایشان را وثوق کردہ  
بر خلاف بخاری (ازین وجہ دریں قسم حدیث  
گفتہ میشود کہ ہذا صحیح علی شرط مسلم و  
لیس بصحیح علی شرط البخاری و ہمیں است  
حال بخاری در اخراج حدیث از عکرمہ مولی ابن  
عباس رضی اللہ عنہما و اسحاق بن محمد  
فرونی بفتح فاوسکون را و عمر بن مرزوق وغیر  
ایشان بخلاف مسلم کہ اخراج حدیث ایشان نہ  
کردہ انتہی فافہم۔

اس جگہ یہ شبہ واقع ہوتا ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مرفوعاً کوع و سجود رفع  
یدین کرنا جو مروی ہے وہ اس کے معارض ہے) جواب اس شبہ کا حضرت امام طحاوی رحمۃ اللہ  
تعالیٰ علیہ نے اس طرح دیا ہے کہ اگر وہ حدیث مرفوع صحیح ہو تو پھر حضرت علی کا باوجود روایت  
کرنے کے ترک رفع کرنا ان کے نزدیک صحیح ہو جانے کی دلیل ہے۔ عبارت بلفظ یہ ہے:  
فَإِنْ عَلَيْنَا لَمْ تُكُنْ بِرَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
تَرْفَعُ ثُمَّ يَتْرُكُ هُوَ التَّرْفَعُ بَعْدَهُ إِلَّا وَقَدْ قَبِلَتْ عَنْدَهُ نَسْخُ  
التَّرْفَعِ۔

اور روایت کیا اس اثر علی کرم اللہ وجہہ کو امام بخاری نے اپنے رسالہ "رفع الیدین"  
میں اور اسناد پر کوئی برج نہیں کی مگر باعتبار قاعدہ معارضہ لئی و اثبات اثبات کو ترجیح دی ہے  
اور اس ہی تحقیق آگے آئے گی انشاء اللہ تعالیٰ۔



## اثر عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

امام طحاوی فرماتے ہیں

وَقَدْ رَوَى بِمِثْلِ ذَلِكَ ابْنُ أَبِي دَاوُدَ وَقَالَ لَنَا الْحَمَّانِيُّ  
قَالَ لَنَا يَحْيَى بْنُ أَدَمَ عَنْ الْحَسَنِ بْنِ عِيَّاشٍ عَنْ  
عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ الْحُسَيْنِ عَنْ الزُّبَيْرِ بْنِ عَدِيٍّ عَنْ إِبْرَاهِيمَ  
عَنِ الْأَسْوَدِ قَالَ رَأَيْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ  
يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي أَوَّلِ تَكْبِيرَةٍ ثُمَّ لَا يَعُودُ قَالَ رَأَيْتُ  
إِبْرَاهِيمَ وَالتَّشْعِثِي يَفْعَلَانِ ذَلِكَ

ترجمہ "روایت ہے اسود سے کہنا دیکھا میں نے عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ  
عنہ کو اٹھاتے دونوں ہاتھ اول تکبیر میں پھر نہ اٹھاتے کہنا راوی نے دیکھا میں نے  
ابراہیم اور تشعی کو کہ وہ بھی ایسا کرتے تھے (یعنی تکبیر اول کے سوائے ہاتھ نہ اٹھاتے  
تھے اور تائید کردی اس اسناد طحاوی کی روایت ابن ابی شیبہ نے الفاظ اس کے یہ  
ہیں"

لَنَا ابْنُ أَدَمَ عَنْ عِيَّاشٍ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ الْحُسَيْنِ  
عَنْ زُبَيْرِ بْنِ عَدِيٍّ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ قَالَ صَلَّيْتُ  
مَعَ عُمَرَ فَلَمْ يَرْفَعْ يَدَيْهِ فِي تَكْبِيرِي مِّنْ صَلَاتِهِ إِلَّا حِينَ  
أَفْتَتَحَ الصَّلَاةَ

ترجمہ "کہنا اسود نے تمام نماز پڑھی میں نے ساتھ عمر بن الخطاب کے پس نہ  
اٹھائے انہوں نے دونوں ہاتھ کسی موقع نماز میں مگر اس وقت جبکہ شروع کیا نماز کو  
اور دار قطنی میں بھی اس اثر کو روایت کیا ہے اثر ہذا کی صحت اسناد کا دارودار حسن  
بن عیاش پر ہے ابو حسن بن عیاش رجال مسلم و ترمذی سے ہیں  
تقریب میں ہے:

الْحَسَنُ بْنُ عِيَّاشٍ بِصَحَابَتِهِ ثُمَّ مَعَجَمَةُ ابْنِ سَالِمٍ  
الْأَسَدِيُّ أَبُو مُحَمَّدٍ الْكُوفِيُّ أَخُو أَبُو بَكْرٍ الْمَقْرِي  
صَدْرُ قَيْنِ السَّائِبَةِ

اور امام طحاوی اسی موقع پر فرماتے ہیں

وَهُوَ حَدِيثٌ صَحِيحٌ لِأَنَّ الْحَسَنَ بْنَ عِيَّاشٍ كَرَّاهُ كَانَ  
هَذَا الْحَدِيثُ إِنَّمَا دَارَ عَلَيْهِ فَإِنَّهُ يَقَعُ حُجَّةٌ قَدْ ذَكَرَ  
ذَلِكَ يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ وَغَيْرُهُ

اس کے بعد فرماتے ہیں

أَفْتَرَى عُمَرَ الْخَطَّابَ خَفِيَ عَلَيْهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ  
وَعَلَيْهِ ذَلِكَ مَن دُرُتُهُ وَمَنْ هُوَ مَعَهُ يَرَاهُ يَفْعَلُ غَيْرَ  
مَا رَأَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ ثُمَّ لَا  
يَنْكُرُ ذَلِكَ عَلَيْهِ هَذَا عِنْدَنَا مَحَالٌ وَقَعَلَ عُمَرُ هَذَا  
وَتَرَكَهُ أَصْحَابُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا  
عَلَى ذَلِكَ دَلِيلٌ صَحِيحٌ أَنَّ ذَلِكَ هُوَ الْحَقُّ الَّذِي لَا  
يُسْتَعْيَى لِأَحَدٍ خِلَافَهُ

ترجمہ "کیا تو دیکھتا ہے (اے مخاطب) اس امر کو کہ پوشیدہ رہے عمر بن الخطاب پر  
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا رفع یدین کرنا رکوع اور سجدہ میں اور دوسروں  
کو معلوم ہو جائے اور جبکہ حضرت عمر کے ہمراہی (یعنی صحابہ) حضرت عمر کو ایسا  
کرتے دیکھیں جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نہیں کیا پھر منع نہ کریں  
یہ امر ہمارے نزدیک محال ہے (غرض حضرت عمر کا رفع یدین نہ کرنا اور صحابہ کا اس پر  
انکار نہ کرنا صحیح دلیل اس امر کی ہے کہ یہ (یعنی رکوع و سجدہ میں رفع یدین نہ کرنا)  
حق ہے کسی کو اس کے خلاف کرنا مناسب نہیں



اثر حضرت ابو بکر صدیق و حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہما

دار قطنی میں اس طرح روایت کیا ہے:

ثَنَا أَبُو عُمَرَ سَعِيدُ بْنُ مَعْمَدٍ بْنِ أَحْمَدَ الْخِصَاطِ وَ  
عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عِيسَى بْنُ أَبِي حَجَّةٍ قَالَ أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ  
بْنُ أَبِي إِسْرَائِيلَ نَائِمُ مُحَمَّدُ بْنُ جَابِرٍ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ  
إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرُ وَرَضِيَ اللَّهُ  
تَعَالَى عَنْهُمَا فَلَمْ يَرْفَعُوا أَيْدِيَهُمَا إِلَّا عِنْدَ تَكْبِيرَةٍ أَوْ  
وَلَّى فِي الْفَتْحِ الصَّلَاةِ

ترجمہ: "روایت ہے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ نماز پڑھی  
میں نے ساتھ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ابو بکر اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے  
ساتھ پس نہیں ہاتھ اٹھائے ان دونوں نے مگر وقت تکبیر اولیٰ کے شروع نماز میں  
(اس روایت دار قطنی کے اسناد میں محمد بن جابر واقع ہے جس کو ضعیف کیا بعض علماء  
نے اور جن بعض نے ان کی حدیث کو بے دلیل موضوع کہہ دیا یہ تخم بحث ہے  
محمد بن جابر وضاعین سے نہیں (توثیق کی ان کی اسحاق بن اسرائیل نے اور روایت  
کی ان سے شعبہ ثوری ابن عیینہ وغیرہم نے اور یہ محمد بن جابر روایت ابو  
داؤد ابن ماجہ سے ہیں اور اسی اسناد کے ساتھ روایت ہذا کو ابن عدی نے بھی لیا  
ہے چنانچہ "فتح القدیر" میں ہے۔

وَ أَخْرَجَ الدَّارُ قُطْنِيُّ وَ ابْنُ عَدِيٍّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَابِرٍ  
عَنْ حَمَّادِ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ  
عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرُ فَلَمْ يَرْفَعُوا أَيْدِيَهُمَا  
إِلَّا عِنْدَ اسْتِيفَةِ الصَّلَاةِ وَ اعْتَرَفَ الدَّارُ قُطْنِيُّ

تَصَوِّبَ إِسْرَائِيلَ إِبْرَاهِيمَ إِثَّاهُ عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ  
وَ تَضَعِيثًا ابْنَ جَابِرٍ وَقَوْلَ الْحَاكِمِ فِيهِ (أَحْسَنُ مَا قِيلَ  
فِيهِ إِنَّهُ يَسْتَرْقُ الْحَدِيثَ مِنْ كُلِّ مَنْ يُدْأِكِرُهُ) مَسْنُوعٌ  
قَالَ الشَّيْخُ فِي الْأَمَامِ الْعِلْمُ بِهَذِهِ النُّكَلِيَّةِ مُتَعَدِّدٌ وَ  
أَحْسَنُ مِنْ ذَلِكَ قَوْلُ ابْنِ عَدِيٍّ كَانَ إِسْحَاقُ بْنُ  
إِسْرَائِيلَ يَقْطِلُ مُحَمَّدَ بْنَ جَابِرٍ عَلَى جَمَاعَةٍ هُمْ أَفْضَلُ  
مِنْهُ وَأَوْفَقُ وَقَدْ رَوَى عَنْهُ مِنَ الْكِبَارِ أَثَرُ وَ ابْنُ عَوْنٍ  
وَ هِشَامُ ابْنُ غَسَّانَ وَ الثَّوْرِيُّ وَ شُعْبَةُ وَ ابْنُ عَيِّنَةَ  
وَ غَيْرُهُمْ وَلَوْ لَا أَنَّهُ فِي الْمَحَلِّ الرَّفْعِ لَمْ يَرَوْا عَنْهُ هَذَا لَاحِظٌ  
أَوْ غَرَضٌ زِلْفِي فِيهِ

أَخْرَجَهُ الدَّارُ قُطْنِيُّ ثُمَّ التَّبَهَّقِيُّ فِي سُنَنِهِمَا وَ ابْنُ  
عَدِيٍّ فِي النُّكَلِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَابِرٍ عَنْ حَمَّادِ بْنِ أَبِي  
سَلَمَةَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ  
صَلَّيْتُ

حاصل کلام یہ ہے کہ محمد بن جابر کو جس نے ضعیف بتلایا یہ مسلم نہیں ہے بلکہ یہ ثقہ  
ہیں اور اگر اس ضعیف بعض کو تسلیم بھی کیا جائے تو جو احادیث پہلے صحیح ہو چکیں (شاہد گواہ)  
اس کے ہیں اور اسی طرح طریق اسناد اثر حضرت عمر اس کا شاہد ہے مکمل۔

اثر عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ

امام طحاوی اس طرح روایت کرتے ہیں۔

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ قَالَ  
أَبُو الْأَخْوَصِ عَنْ حَصْبَيْنِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ كَانَ عَبْدُ اللَّهِ  
لَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي شَيْءٍ مِنَ الصَّلَاةِ إِلَّا فِي الْفَتْحِ



## الصَّلَاةُ

ترجمہ "روایت ہے ابراہیم سے کہ عبد اللہ بن مسعود نہیں اٹھاتے تھے دونوں ہاتھ کسی جگہ نماز میں سوائے افتتاح کے (یعنی تکبیر تحریر کے) اور امام محمد نے اثر ہذا کو بواسطہ امام ثور روایت کیا ہے الفاظ یہ ہیں:

قَالَ مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا الثَّوْرِيُّ حَدَّثَنَا حَصِينٌ عَنْ  
إِبْرَاهِيمَ عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ أَنَّهُ كَانَ لَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِذَا افْتَتَحَ  
الصَّلَاةَ

اس اثر کی اسناد میں یہ کلام ہے کہ یہ متصل نہیں یعنی ابراہیم نعمی نے بلا واسطہ عبد اللہ بن مسعود سے نہیں سنا جیسا کہ اسناد میں ہے۔ جواب اس کا امام طحاوی نے یہ دیا ہے کہ ابراہیم نعمی کسی اسناد کو عبد اللہ بن مسعود سے مرسل نہیں کرتے تھے مگر عبد اللہ بن مسعود سے اس روایت کے متواتر ہونے کے بعد سے چنانچہ ایک مرتبہ اعمش نے ابراہیم سے کہا جب تم میری حدیث بیان کرو اس کی پوری اسناد ذکر کرو ابراہیم نے جواب دیا جب میں تیرے سے کہوں کہ عبد اللہ نے ایسا کہا اس وقت کہوں گا جب ایک جماعت نے عبد اللہ سے میرے سامنے روایت کی ہوگی اور جب میں یہ کہوں گا کہ فلاں شخص نے عبد اللہ سے روایت کی تب میں نے خاص اسی شخص سے سنا ہوگا عبارت بلند امام کی یہ ہے۔

فَإِنْ قَالُوا مَا ذَكَرْتُمُوهُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ غَيْرُ  
مُتَّصِلٍ قِيلَ لَهُمْ كَانَ إِبْرَاهِيمَ إِذَا أُرْسِلَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ لَمْ  
يُرْسِلْهُ إِلَّا بَعْدَ صَحْبِهِ عِنْدَهُ وَتَوَاتُرُ الرِّوَايَةِ عَنْ  
عَبْدِ اللَّهِ قَدْ قَالَ لَهُ الْأَعْمَشُ إِذَا حَدَّثَ نَبِيَهُ فَاُسْتَدْقَالَ إِذَا  
قُلْتُ لَكَ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ فَلَمْ أَقُلْ ذَا لِكَ حَتَّى حَدَّثَ نَبِيَهُ  
جَمَاعَةً عَنْ عَبْدِ اللَّهِ وَإِذَا قُلْتُ حَدَّثَ نَبِيَهُ فَلَا نَ عَنْ  
عَبْدِ اللَّهِ لَهْوِ الَّذِي حَدَّثَ نَبِيَهُ حَدَّثَنَا بِذَا لِكَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ  
مَرْزُوقٍ قَالَ حَدَّثَنَا وَهْبٌ وَبِشْرِ بْنُ عَمْرِو بْنِ أَبِي جَعْفَرٍ

عَنْ شُعْبَةَ عَنْ الْأَعْمَشِ بِذَا لِكَ

اب چند آثار وہ ذکر کئے جاتے ہیں جو مصنف ابن ابی شیبہ میں جلیل اللہ رحمہ اللہ و تابعین سے روایت کی گئی ہیں اگرچہ بعض ان کی سابق بھی نقل ہو چکی ہیں مگر چونکہ ترجمہ سب کا ایک ہی ہے اور پہلے متعدد مقامات پر لکھا گیا ہے اس واسطے اب جدا جدا اثرات ذکر کرنا حاصل سمجھ کر عبارت بلند نقل کی جاتی ہے۔

حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ أَشْعَثَ عَنِ الشَّعْبِيِّ أَنَّهُ كَانَ  
يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي أَوَّلِ التَّكْبِيرِ ثُمَّ لَا يَرْفَعُهُمَا حَدَّثَنَا  
وَكَيْعٌ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ قُطَابٍ التَّهْلِيلِيِّ عَنْ  
عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ عَلِيًّا كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِذَا  
افْتَتَحَ الصَّلَاةَ ثُمَّ لَا يَعُودُ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ أَخْبَرَنَا  
حَصِينٌ وَمُعِيزَةُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ إِذَا خَبَّرْتَنِي  
فِي قَاتِحَةِ الصَّلَاةِ فَأَرْفَعُ يَدَيْكَ ثُمَّ لَا تَرْفَعُهُمَا فِيمَا  
بَقِيَ حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ وَأَبُو أُسَامَةَ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَبِي  
إِسْحَاقَ قَالَ كَانَ أَصْحَابُ عَلِيٍّ لَا يَرْفَعُونَ أَيْدِيَهُمْ إِلَّا  
فِي الْفَتْحِ الصَّلَاةِ قَالَ وَكَيْعٌ ثُمَّ لَا يَعُودُونَ حَدَّثَنَا  
أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ حَصِينٍ وَمُعِيزَةَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ لَا  
تَرْفَعُ يَدَيْكَ فِي شَيْءٍ مِنَ الصَّلَاةِ إِلَّا فِي الْإِسْتِخَارَةِ  
الْأُولَى حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ عَنِ الْحُجَّاجِ عَنْ طَلْحَةَ عَنْ  
حُفَيسَةَ وَإِبْرَاهِيمَ قَالَ كُنَّا لَا يَرْفَعَانِ أَيْدِيَهُمَا إِلَّا فِي  
بَدَأِ الصَّلَاةِ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ الزُّهْرِيِّ  
قَالَ كَانَ قَبَسٌ يَرْفَعُ يَدَيْهِ أَوَّلَ مَا يَدْخُلُ فِي الصَّلَاةِ ثُمَّ  
لَا يَرْفَعُهُمَا حَدَّثَنَا مَعَاوِيَةُ بْنُ هِشَامٍ عَنْ سُفْرَانَ عَنْ  
مُسْلِمِ الْجُهَنِيِّ قَالَ كَانَ ابْنُ أَبِي لَيْسَى يَرْفَعُ يَدَيْهِ أَوَّلَ



شَيْبِي إِذَا كُنَّ إِذَا كُنَّ النَّفْسُ مِمَّا يُحِيطُ بِهِ عِلْمُ الرَّادِي  
قَالَ مَا رَأَيْتُ ابْنَ عُمَرَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِلَّا فِي أَوَّلِ مَا يَفْتَتِحُ  
حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ عَنْ شَرِيكٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ الْأَسْوَدِ وَعَلْقَمَةَ  
أَنَّهُمَا كَانَا يَرْفَعَانِ أَيْدِيَهُمَا إِذَا فَتَحَا ثُمَّ لَا يَرْفَعُونِ  
حَدَّثَنَا ابْنُ أَدَمَ عَنْ حَسَنِ بْنِ عَبَّاسٍ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ  
الْحَجَرِ عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ عَدِيٍّ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ قَالَ  
صَلَّيْتُ مَعَ عُمَرَ فَلَمْ يَرْفَعْ يَدَيْهِ فِي شَيْبِي مِنَ الصَّلَاةِ إِلَّا  
حِينَ افْتَتَحَ الصَّلَاةَ قَالَ عَبْدُ الْمَلِكِ وَرَأَيْتُ الشَّيْبِيَّ  
وِإِبْرَاهِيمَ وَآبَا اسْحَاقَ لَا يَرْفَعُونَ أَيْدِيَهُمْ إِلَّا حِينَ  
يَفْتَتِحُونَ الصَّلَاةَ

یہ گیارہ اثر ہیں منقول گیارہ کے تین اثر محالی۔ عمر و ابن عمر و علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم  
کے اور آٹھ اثر تابعین کے ہیں اسناد ہر ایک کی قوی ہے انصاف والے کے لئے ثبوت دعا  
یعنی رفع یدین رکوع و سجود کے وقت نہ کرنے میں یہی کافی ہیں۔ اب وہ شہادت ذکر کئے جاتے  
ہیں جو آجکل زبان عوام اور موجب سوء ظنی نسبت علماء کرام ہیں۔

شعبہ اول: یہ کہ اثبات نفی پر مقدم ہوتا ہے چونکہ احادیث رفع ثبت اور احادیث عدم رفع  
ثابت ہیں اس واسطے احادیث رفع راجح اور احادیث عدم رفع مرجوح ہیں۔

جواب: اس کا یہ ہے کہ اثبات نفی پر وہاں مقدم ہوتا ہے کہ علم راوی نفی کو محیط نہ ہو اور  
اگر علم راوی نفی کو محیط ہو تو اس وقت اثبات و نفی دونوں برابر ہیں اور اس جگہ ایسا ہی ہے کہ  
عدم رفع بھی مثل رفع کے شاہد و معلوم ہے لہذا علم ابن مسعود اس عدم رفع کو محیط ہے اور وہ  
سابقین اولین صحابہ میں سے ہیں کہ ہر وقت بارگاہ عالی حضرت رسالت پناہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ  
وسلم میں حاضر ہونے والوں یا بیچوں نمازوں میں اقتدا کرنے والوں میں سے ہیں کما مر۔ علامہ محمد  
ہاشم اپنے رسالے میں اس سوال و جواب کو ان الفاظ میں لکھتے ہیں۔

الشَّيْبِيُّ إِنَّ الْأَثْبَاتَ مُقَدَّمٌ عَلَى النَّفْيِ فَلْنَأْتِمْ لَكِنْ

إِسْنَادًا لِكَيْ إِذَا كُنَّ النَّفْسُ مِمَّا يُحِيطُ بِهِ عِلْمُ الرَّادِي  
فَإِنْ كَانَ يُحِيطُ بِهِ كَمَا فِيْمَا نَحْنُ فِيهِ فَأَلْبَسَاتِ  
وَالنَّفْسُ سَوَاءٌ وَلَا شَكَّ أَنَّ ابْنَ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى  
عَنْهُ كَانَ مِنَ السَّابِقِينَ إِلَى الْإِسْلَامِ مَلَا زَمًا لِلصَّحْبَةِ  
النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحَيْثُ لَا يَكَادُ يُفَارِقُهُ إِلَّا  
تَادِرًا حَتَّى كَانَ يَنْظُرُ أَنَّهُ مِنْ أَهْلِ بَيْتِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ وَهُوَ يَقْتَدِي بِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي  
الصَّلَاةِ الْخُفَّ فَكَيْفَ لَا يُحِيطُ عَلَيْهِ بِهَذَا النَّفْيِ

دوسرا جواب: یہ ہے کہ عدم رفع یدین (عبادت سکون سے ہے) اور رفع یدین (مراد عدم  
سکون سے ہے) لہذا فی الواقع عدم رفع یدین وجودی اور رفع یدین عدلی ہے اگر لفظ عدلی  
سے سکون فی الصلوۃ کو تعبیر کر دیا تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ فی الواقع بھی عدلی ہو جائے  
دلیل ہماری اس دعویٰ کی نص شارع علیہ الصلوۃ والسلام ہے عدم رفع یدین کی نسبت (خواہ  
عدم رفع یدین وقت سلام مراد ہو یا عام ہو) یہ ارشاد فرمایا اسکنوا فی الصلوۃ جس  
سے وجودی ہونا عدم رفع کا ثابت ہو گیا اب اس کے مقابل یعنی رفع یدین کا اسی نص سے  
عدلی ہونا یعنی عدم سکون کلاما ثابت ہوا۔ فَانْقَلَبَ الْمُدْعَى وَالْحُكْمُ لِلْإِسْنَادِ  
عَلَى هَذَا

فدوسرا شعبہ: یہ کرتے ہیں کہ احادیث عبد اللہ بن مسعود وغیرہ جن سے عدم رفع یدین  
ثابت ہوتا ہے احادیث رفع یدین کے معارض نہیں ہو سکتیں کیونکہ احادیث اول الذکر سنن  
میں ہیں اور احادیث رفع یدین صحیحین میں اور امر متفق علیہ ہے کہ احادیث صحیحین احتجاج میں  
احادیث سنن وغیرہ پر مقدم سمجھی جاتی ہیں۔

جواب: اس شعبہ کا علامہ محمد ہاشم سندھی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ دیا ہے کہ اگرچہ کوئی حدیث عدم  
رفع کی صحیحین میں نہیں مگر جب سند بعض کے موافق شرط صحیحین کے ہے یعنی جو روایات صحیحین  
کے ہیں تو یہی اس حدیث کی سند میں واقع ہیں تو پھر زیادہ صحیح کما حدیث صحیحین کو حدیث مذکور



سے دعویٰ بلا دلیل ہے۔ ایسا ہی کہا ہے امام ابن ہمام نے تحریر الاصول میں اور صاحب التیسرے شرح تحریر میں۔ عبارت بالمفہوم علامہ موصوف کی یہ ہے۔

قُلْنَا أَحَادِيثُ النَّفْسِ وَإِنْ لَمْ تَكُنْ فِيهِمَا إِلَّا أَنْ يَغْفُظَهَا  
ثَابِتٌ عَلَى شَرْطِهِمَا وَقَدْ قَالَ ابْنُ الْهَمَامِ فِي تَحْرِيرِ  
الْأَصُولِ إِنَّ الْقَوْلَ يَكُونُ مَا فِي الصَّحِيحَيْنِ وَاجْتِ  
عَلَى مَا رَوَى بِرَجَالِهِمَا فِي غَيْرِهِمَا أَيُّ فِي غَيْرِ  
الصَّحِيحَيْنِ إِذَا تَحَقَّقَ فِيهِ شَرْطُهُمَا أَيُّ الصَّحِيحَيْنِ  
بَعْدَ ثَبَاتِهِمَا وَصَحِّحَ الْمَخْرُجُ تَحَكُّمُ انْتِهَى وَقَالَ  
صَاحِبُ التَّبْسِيرِ شَرْحَ التَّحْرِيرِ وَهُوَ أَيُّ التَّحَكُّمِ أَمْرٌ  
ظَاهِرٌ انْتَهَى

دوسرا جواب یہ ہے کہ خود امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ہے کہ نہیں لایا میں اس کتاب یعنی (صحیح بخاری) اگر حدیث صحیح اور مستحکم ہی احادیث صحیحہ میں نے پھوڑ دیں اور اسی کے قریب امام مسلم نے فرمایا ہے چنانچہ محدث دہلوی مقدمہ مشکوٰۃ میں نقل فرماتے ہیں

أَحَادِيثُ الصَّحِيحَيْنِ لَمْ تَخْصُرْ فِي صَحِيحِي  
الْبُخَارِيِّ وَمُسْلِمٍ لَمْ يَسْتَوْعِبَا الصَّحَاحَ كُلَّهَا بَلْ  
هُمَا مُنْخَصِرَانِ فِي الصَّحَاحِ وَالْيُسُوعُ عِنْدَهُمَا  
وَعَلَى شَرْطِهِمَا أَبْصَحَ لَمْ يُوَرِّدَاهُمَا فِي كِتَابَيْهِمَا  
فَضْلًا عَمَّا عِنْدَ غَيْرِهِمَا قَالَ الْبُخَارِيُّ مَا أُرَدْتُ فِي  
كِتَابِي هَذَا إِلَّا مَا صَحَّ وَلَقَدْ تَرَكْتُ كَثِيرًا مِنَ الصَّحَاحِ  
وَقَالَ مُسْلِمٌ الَّذِي أُرَدْتُ فِي هَذَا الْكِتَابِ مِنَ  
الْأَحَادِيثِ صَحِيحٌ وَلَا أَقُولُ إِنْ مَا تَرَكْتُ ضَعِيفًا انْتَهَى

غرض! جب امام بخاری اور امام مسلم نے علاوہ احادیث مندرجہ صحیحین کے دیگر احادیث صحاح کا اقرار کر لیا تو پھر در صورت "جید ہونے اسلو کے" انکار صحت کرنے کی اور بے دلیل

حکم مروجیت لگانے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔

تیسرا جواب یہ ہے کہ اگر یہ امر متفق علیہ ہی مانا جائے کہ اجازت صحیحین بہ نسبت احادیث سنن اربعہ وغیرہ کے ہر ایک موقع پر راجح ہیں تب بھی اس سے ان احادیث پر ترجیح ثابت نہیں ہوتی جن کو امام اعظم اور صاحبین یا امام مالک نے صحیح اور قوی سمجھ کر عمل کیا ہے کیونکہ ان مجتہدین کے اساتذہ اور مشائخ تابعین تھے تابعین ان بزرگان اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے جس قدر وسائل ہیں وہ سب تابعین ہیں۔ غرض! یہ حضرات خیر القرون میں داخل ہیں جن کی عدالت کی شہادت شارح علیہ السلام نے فرمادی ہے اور بزرگان دین مستفین صحاح ستہ خیر القرون کے بعد ہیں فابین ہذا من ذالک۔

امام ابن ہمام فتح القدیر میں فرماتے ہیں۔

إِنَّا تَعَلَّمْنَا أَنَّ أَبَا حَنِيفَةَ وَاتَّبَاعَهُ عَارِضُوا الْأَحَادِيثَ  
عَلَى الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِينَ وَتَبَعُوا وَتَحَقَّقُوا مِنْهُمْ  
فَمَا اعْتَمَدُوهُ وَاسْتَدْرَوْهُ بِأَعْيَانِ الرِّوَايَاتِ وَالْأَسْنَادِ  
فَقَبُولٌ وَمَضْبُوطٌ لِقُرْبِهِمْ زَمَانٍ أَصْحَابُ الْحَدِيثِ  
بِخِلَافِ الْبُخَارِيِّ وَمُسْلِمٍ لِأَنَّهُمَا بَعْدَ الْقُرُونِ الثَّلَاثِ  
وَعَارَ النَّاسُ بَعْدَهَا مُخْتَلِفَةً الْأَحْوَالِ وَظَهَرَ كَثِيرًا  
فِيهِمَا أَنَارُ الْفِسْقِ وَالْكَذِبِ فَعَلَى مَنْ اعْتَمَدَ أَبُو  
حَنِيفَةَ وَصَاحِبَاهُ وَتَمَسَّكُوا بِهَا أَخَذُوا الْحَدِيثَ  
مِنْهُمْ

حاصل کلام یہ ہے جن بعض روایت کو بزرگان صحاح ستہ نے کئی واسطوں سے من کر ضعیف کہایا تو یہ بتلایا ان بعض کو بوجہ ہم عصر ہونے کے ائمہ مجتہدین نے بلا واسطہ دیکھا اور حال معلوم کیا اگر ثقہ سمجھا روایت کو لیا اور نہ ترک کیا۔

فَشَتَّانَ مَنْ رَأَى رَأَى الْعَيْنِ وَبَيَّنَّ مَنْ سَمِعَ بِوَسِطَةٍ أَوْ  
بِوَسِطَتَيْنِ



تیسرا شبہ: رافضیوں کی طرف سے یہ ہے کہ احادیث اثبات رفع کثیر ہیں احادیث عدم رفع سے لہذا وہ راجح اور یہ قلیل مروج ہیں۔

جواب اس شبہ کا یہ ہے کہ صرف کثرت سے محققین کے نزدیک ترجیح ثابت نہیں ہوتی جبکہ دوسری جانب دیگر احادیث معارض موجود ہوں اگرچہ وہ کم ہوں۔ اس کی مثال ایسی ہے کہ مثلاً ایک مدعی نے اپنے دعوے کے ثبوت میں صرف دو گواہ موجود کئے اور اس کے مقابل نے دس گواہ پیش کر دیئے تو یہ دس گواہ والا شخص محققین کے نزدیک بغیر کسی اور قرینہ کے غالب نہیں ہو جائے گا یا کسی حکم میں ایک آیت موجود ہے اور اس کے معارض دو آیتیں وارد ہیں تو ان دو آیتوں سے اس ایک آیت پر ترجیح نہیں ہوگی جب تک کہ حال تقدیم و تاخیر کی تحقیق نہ ہو۔

قَالَ الْعَلَمَةُ السُّنْدِيُّ فِي كُتُبِ الرَّيْنِ ثُمَّ أَنَّهُ رَجَّحَ الشَّافِعِيَّةُ الْقَائِلُونَ بِالَرْفَعِ أَحَادِيثُ إِبْنَاتِ الرَّفَعِ لِيُجْزَوْهُ الْأَوَّلُ أَنَّ أَحَادِيثَ إِبْنَاتِ الرَّفَعِ أَكْثَرُ مِنْ أَحَادِيثِ نَفْيِ الرَّفَعِ وَلَا عُسْرَةَ بِالْقَلِيلِ فِي حَسْبِ الْكَثِيرِ قُلْنَا لَيْسَ كَذَلِكَ بَلْ لَا يُرْجَّحُ بِالْكَثَرَةِ عِنْدَ الْحَنَفِيَّةِ وَلِهَذَا قَالُوا لَا يُرْجَّحُ بِكَثَرَةِ الشُّهُودِ فَلَوْ أَقَامَ مُدَّعٍ وَاحِدٌ شَاهِدَيْنِ وَآخَرُ عَشَرَ شُهُودًا فَصَاعِدًا فَكَلَّا هُمَا سَوَاءٌ كَذَا الْحُكْمُ الْوَارِدُ فِي الْآيَةِ وَالْأَيْتَيْنِ وَالْخَبَرِ الْمَرْوِيِّ عَنْ نَبِيِّ وَاحِدٍ تَبَيَّنَ وَعَنْ هَذَا قَالَ ابْنُ الْهَيْثَمِ فِي تَحْرِيرِ الْأُصُولِ أَنَّهُ بَطُلَ التَّرْجِيحِ لِأَحَدِ الْحُكَمَاءِ الْمُتَعَارِضِينَ بِكَثَرَةِ الْأَدِلَّةِ انْتَهَى.

چوتھا شبہ: رافضیوں کی جانب سے یہ ہے کہ احادیث رفع یدین پر اکثر ائمہ مجتہدین نے عمل کیا ہے جس سے ترجیح ان احادیث کی ظاہر ہے۔

جواب اس شبہ کا یہ ہے کہ اہلسنت و جماعت کے چار امام ہیں، محمد ان چاروں کے امام اعظم اور امام مالک (موافق مشہور روایت) احادیث عدم رفع یدین کے حامل ہیں، امام شافعی اور امام

احمد بن حنبل احادیث رفع یدین کے حامل ہیں۔ (شرح صحیح مسلم ص ۱۶۸)

قَالَ الْأَمَامُ السُّنْدِيُّ فِي شَرْحِ مُسْلِمٍ وَقَالَ أَبُو حَنِيفَةَ وَأَصْحَابُهُ وَجَمَاعَةٌ مِنْ أَهْلِ الْكُوفَةِ لَا يَسْتَحِبُّ فِي غَيْرِ تَكْبِيرَةِ الْإِحْرَامِ وَهُوَ أَشْهُرُ الرِّوَايَاتِ عَنْ مَالِكٍ

پانچواں شبہ: رافضیوں کی جانب سے یہ ہے کہ حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے احادیث رفع یدین کو طرق متعددہ سے ثابت کیا اور ایک جداگندہ رسالہ میں جمع کیا اور احادیث عدم رفع پر جرح فرما کر ان کو ضعیف بتلایا جب ایسے امام الائمہ فن حدیث رفع یدین کو ترجیح دیں پھر اس کے راجح اور عدم رفع یدین کے مروج ہونے میں کیا شک باقی رہا۔

جواب اس شبہ کا یہ ہے کہ امام مودع نے اپنی تحقیق کے مطابق جو کچھ ان کو ثابت ہوا تھا لکھا، مگر امام موصوف سے کئی واسطہ پہلے ابراہیم بن قیس، اسود غنمی تابعی جو سب محدثین صحاح ستہ وغیرہم کے نزدیک حفظ و ائقان اور ثقاہت و عدالت میں "مسلم الثبوت" امام ہیں، وہ اسی طرح اپنی تحقیق کے موافق جو ان کو صحابہ اور اہل تابعین سے پہنچی عدم رفع کو ترجیح دیتے ہیں چنانچہ موطا امام محمد میں اثر ابراہیم غنمی اس طرح ہے۔

قَالَ مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا حَصِينُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ دَخَلْتُ أَنَا وَعُمَرُ بْنُ مَرْثَةَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ النَّخَعِيِّ قَالَ عُمَرُ حَدَّثَنِي عَنْ لَقْنَةَ بْنِ زَائِلٍ الْحَضْرَمِيِّ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ صَلَّى مَعَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَأَاهُ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِذَا كَبَّرَ وَإِذَا رَكَعَ وَإِذَا رَفَعَ قَالَ إِبْرَاهِيمُ مَا أُرَى لَعَلَّهُ لَمْ يَرَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصَلِّي إِلَّا ذَاكَ الْيَوْمَ فَحَفِظَ هَذَا امْتِنَانَهُ وَلَمْ يَحْفَظِ ابْنُ مَسْعُودٍ وَأَصْحَابُهُ مَا سَمِعْتُهُ مِنْ أَحَدٍ مِنْهُمْ إِنَّمَا كَانُوا يَرْفَعُونَ أَيْدِيَهُمْ فِي بَدْءِ الصَّلَاةِ حِينَ يَكْسِرُونَ.



ترجمہ: "روایت ہے حسین بن عبدالرحمن سے کہنا: داخل ہوا میں عمر بن مرو کے ہمراہ ابراہیم نخعی کے پاس کہنا عمر نے بیان کیا میرے سے ملکہ بن وائل حضری نے اپنے باپ سے کہ انہوں نے نماز پڑھی ساتھ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پس دیکھا حضرت نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو رفع یدین فرماتے ہوئے وقت تکبیر تحریمہ اور وقت رکوع میں جانے اور رکوع سے سر اٹھانے کے۔

ابراہیم نے کہا: میں حیران ہوں شاید وائل نے نہیں دیکھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھتے ہوئے مگر اس دن پس اس کو یاد رکھا اور نہ یاد رکھا ہو ابن مسعود اور ان کے اصحاب نے (کہا ابراہیم نے) نہیں سنا میں نے رفع یدین کو کسی سے سوائے اس کے نہیں کہ وہ رفع یدین کرتے تھے (یعنی صحابہ شروع نماز تکبیر اولیٰ کے وقت)

لما علی قاری اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں۔

وَلَا أَصْحَابُهُ أَيْ وَلَا مَسَائِرُ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا سَمِعْتُهُ أَيْ هَذَا الرَّفْعُ النَّزَائِدُ مِنْ أَحَدٍ مِنْهُمْ أَيْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا كَانُوا أَيْ الصَّحَابَةُ يَرْفَعُونَ أَيْدِيَهُمْ فِي بَدْءِ الصَّلَاةِ حِينَ يَكْتَبِرُونَ أَيْ التَّحْرِيمَةَ فَقَطْ وَهُوَ بِمَنْزِلَةِ دَعْوَى الْإِجْمَاعِ النِّهْيِ.

اور انہیں الفاظ کے قریب روایت کیا اس اثر ابراہیم نخعی کو امام طحاوی و دار قطنی وغیرہ نے اسناد اس کی صحیح ہے کوئی راوی مجروح نہیں ہے چنانچہ امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس اثر کو اپنے رسالہ رفع الیدین میں نقل فرما کر کوئی جرح اسناد پر نہیں کی البتہ یہ فرمایا ہے کہ ابراہیم نخعی کا وائل کی حدیث پر یہ کہنا کہ شاید حضرت نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ رفع یدین کیا ہو گا جس کو وائل نے دیکھا ابراہیم کا گمان ہے عبارت بلغدہ امام کے رسالہ کی یہ ہے۔

وَقَالَ وَكَبَعَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ أَنَّهُ ذَكَرَ لَهُ

حَدَّثْتُ وَائِلَ بْنَ حَجْرٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِذَا رَكَعَ وَإِذَا سَجَدَ قَالَ إِبْرَاهِيمُ لَعَلَّهُ كَانَ فَعَلَهُ مَرَّةً وَهَذَا أَظَنُّ مَرَّةً  
اور ایسا ہی ابو بکر بن عیاش سے امام طحاوی نے نقل کیا وہ کہتے ہیں نے کسی عالم کو نہیں دیکھا کہ رفع یدین کرتے ہوں سوائے تکبیر اولیٰ کے عبارت بلغدہ یہ ہے۔

وَلَقَدْ حَدَّثَنِي بَنُ أَبِيهِ دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ قَالَ لَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَمَّاشٍ قَالَ سَأَلْتُ عَنْهَا فَقَالَ يَفْعَلُهُ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي غَيْرِ التَّكْبِيرِ الْأَوَّلِيِّ

اگر یہ شبہ پیدا ہو کہ امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے رسالہ رفع الیدین میں اپنے مقابل کا "خت الفاظ مثلاً بدعتی وغیرہ سے" نام لیا ہے اگر کچھ رفع یدین کا ثبوت امام کے نزدیک ہوتا تو ایسے الفاظ کا استعمال نہ کرتے۔

جواب اس کا یہ ہے کہ امام اس رسالہ میں تاریکین رفع یدین کو ہرگز بدعتی نہیں فرماتے کیونکہ خود ثوری اور وکیع اور ابراہیم نخعی وغیرہم کو تاریکین رفع یدین لکھتے ہیں اور یہ سب امام کے مقبولین مشائخین سے ہیں صحابہ اور تابعین کا یہ مشرب ہونا امام ترمذی نے لکھا ہے لہذا امام ممدوح کس طرح تاریکین رفع کو بدعتی کہہ سکتے ہیں۔

البتہ ابدعتی اس کو کہتے ہیں (جو منکر رفع یدین ہو یعنی کتابہ) کہ رفع یدین کا ثبوت ہی حضرت نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے نہیں اور یہ رفع بدعت منکرہ ہے اور جو شخص بعد تسلیم ثبوت رفع احیاناً عدم رفع احیاناً پھر رفع یدین کو محتمل السنہ اقتداء فعل و قول صحابہ جانے اور عدم رفع پر بوجہ دیگر احادیث کے راجح جان کر عمل کرے وہ ہرگز ہرگز امام کے نزدیک بدعتی نہیں ورنہ امام کے بہت مشائخ ان کے ہی اقرار سے بدعتی کہلا گئے جس سے نہ صرف بخاری بلکہ تمام احادیث کتب صحاح پر خت جرح واقع ہوگی۔ امام کے رسالہ کا شروع اس طرح پر ہے۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ



الْبُخَارِيُّ الرَّذِّ عَلَى مَنْ أَنْكَرَ رَفَعَ الْإِيدَى فِي الصَّلَاةِ  
عِنْدَ الرُّكُوعِ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ -

اگر امام کو تارکین رفع یدین پر طعن فرماتا تو اس طرح فرماتے

الرَّذِّ عَلَى مَنْ لَا يَرْفَعُ الْإِيدَى فِي الصَّلَاةِ عِنْدَ  
الرُّكُوعِ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ

اور پھر لکھتے لکھتے آخر کار صفحہ ۱۲ سالہ ہدایں یہ بھی فرمایا ہے کہ جو رفع یدین کو بدعت  
کے اس نے صحابہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر طعن کیا، کما غیر مقلدین زمانے نے کم  
استعدادی سے منکرین رفع اور تارکین رفع کے ایک معنی سمجھ کر جملہ مقلدین خفیہ و مالکیہ  
کے ساتھ جو کہ اہل السنہ والجماعہ میں دو ٹوٹ سے زیادہ ہیں۔ بد ظنی پیدا کر لی۔

هَذَا هُمُ الْمَلِكَةُ تَعَالَى وَ يَفْتَحُ بَيْنَنَا وَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ

علاوہ ازیں، بعض علماء حلف کا قاعدہ ہے کہ جو امر شرعاً ان کے نزدیک محقق ہو جائے اس  
میں مقابل کو بوجہ حرارت دینی خود سخت الفاظ سے یاد فرمایا کرتے ہیں اس سے یہ لازم نہیں آتا  
کہ وہ مقابل فی الواقع اس کے مصداق ہوں گے بشرطیکہ ثقاہت وعدالت ان گروہ مقابل کی  
(ائمہ محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتیمۃ میں) مسلم الثبوت ہو۔ مثلاً امام مسلم مقدمہ صحیح مسلم میں  
بحث حدیث عنہ پر امام بخاری وابن الدینی کی نسبت یہ الفاظ لکھتے ہیں۔

وَقَدْ تَكَلَّمُ بَعْضُ مَنْفَعِلِي الْحَدِيثِ مِنْ أَهْلِ عَصْرِنَا  
فِي تَصْحِيحِ الْأَسَانِيدِ وَ تَقْيِيمِهَا بِقَوْلٍ لَوْ أَضْرَبْنَا عَنْ  
حِكَايَتِهِمْ وَ ذِكْرِ سَنَادِهِمْ صَفْحًا لَكَانَ رَأْيًا مَعِينًا وَ مَذْهَبًا  
صَحِيحًا إِذَا الْأَعْرَاضُ عَنِ الْقَوْلِ الْمَطْرُوحِ آخَرَى  
لَا مَا نَحْنُمْ وَ إِحْصَالِ ذِكْرِ قَائِلِهِ وَ أَجَدَ رَأْيَ لَا يَكُونُ تَسْبِيحًا  
لِلْحِكْمَالِ عَلَيْهِ الِإِجْرَاءُ الْعَبَّارَةُ

ترجمہ "اور تحقیق کلام کی ہمارے زمانہ کے بعض منتقلہ الحدیث (یعنی جو حدیث  
نہیں جانتے اور محدث کہلاتے ہیں) نے اسانید کی صحت اور سقم میں ایسی کلام کہ

اگر ہم اس کی حکایت اور فساد سے اعراض کریں یعنی ذکر نہ کریں تو عمدہ رائے اور  
مذہب صحیح ہو اس واسطے کہ ایسے قول متروک سے اعراض کرنا ہی لائق ہوتا ہے  
تاکہ ایسے قائل کا ذکر مشہور نہ ہو اور جہاں سے پوشیدہ ہی رہے۔ اس کے بعد امام  
نے دلائل کے ساتھ تردید کرنی شروع کی ہے فافہم و تدبر

اب ہم یہاں سے وجوہ ترجیح عمل ہر احادیث عدم رفع یدین بیان کرتے ہیں۔

وجہ اول یہ کہ عمدہ ترین احادیث رفع یدین حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی  
حدیث ہے اور عمدہ ترین احادیث عدم رفع یدین میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی  
حدیث ہے اور یہ دونوں متعارض ہیں مگر بعد نظر "ذقیق" اول حدیث کا مرجوح ہونا اور حدیث  
ثانی کا راجح ہونا ظاہر ہے اولاً اس واسطے کہ عبداللہ بن مسعود نے بڑے اہتمام سے قوم کے  
سامنے یہ حدیث سنائی یعنی پہلے جتلا دیا کہ میں تم کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز  
دکھلاتا ہوں اور پھر سوائے تکبیر تحریمہ کے اور کسی جگہ رفع یدین نہیں کیا۔ اور عبداللہ بن عمر  
نے معمولی طور پر روایت فرمائی۔ طریق ہذا اور سابق میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔

ثانیاً اس واسطے کہ راوی حدیث یعنی عبداللہ بن عمر سے رفع یدین کا ترک کرنا اسانید جدیدہ سے  
ثابت ہے کما اور راوی حدیث ثانی یعنی عبداللہ بن مسعود سے کسی ضعیف اسناد کے ساتھ  
بھی کسی حدیث کی کتاب میں رفع یدین کرنا منقول نہیں ہوا۔

ثالثاً اس واسطے کہ عبداللہ بن مسعود کے بعد روایان حدیث عدم رفع اسود اور ملقمہ اور  
ابراہیم نخعی اسی حدیث پر عامل رہے یعنی رفع یدین نہیں کیا اور عبداللہ بن عمر کے بعد (جو  
روایان حدیث رفع میں اپنے زمانہ کے اعلم امام مالک تھے) وہ رفع یدین کے عامل نہیں  
ہوئے، کما مزیمن اشہر الروایات میں۔

رابعاً اس واسطے کہ عبداللہ بن مسعود ائمہ ہیں بہ نسبت عبداللہ بن عمر کے جیسا کہ مناظرہ امام  
اعظم اور امام اوزاعی سے ثابت ہوا۔

خامساً اس واسطے کہ حدیث عبداللہ بن مسعود پر زمانہ صحابہ اور تابعین میں با اتفاق اکثر علماء عمل  
کیا گیا، یہاں تک کہ ابراہیم نخعی نے ایسے الفاظ فرمائے جو دعویٰ اجماع کے قریب ہیں (یعنی



فَمَا سَمِعْتُهُ مِنْ أَحَدٍ مِنْهُمْ إِنَّمَا كَانُوا يَرْفَعُونَ  
أَيْدِيَهُمْ فِي بَدْءِ الصَّلَاةِ حِينَ يُكَبِّرُونَ

اس کی شرح میں ملا علی قاری فرماتے ہیں

فَمَا سَمِعْتُهُ أَيَّ هَذَا الرَّفْعِ النَّوَائِدِ مِنْ أَحَدٍ مِنْهُمْ أَيَّ مِنْ  
أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا كَانُوا أَيَّ  
أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْفَعُونَ  
أَيْدِيَهُمْ فِي بَدْءِ الصَّلَاةِ حِينَ يُكَبِّرُونَ أَيَّ لِلسَّخَرَةِ  
فَقَطُّ فَهَذَا بِمَنْزِلَةِ دَعْوَى الْإِجْمَاعِ

خلاصہ حضرت ابراہیم نخعی کا اثر یہ ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے کسی صحابی سے تکبیر تحریر  
کے سوائے رفع یدین کرنا نہیں سنا اس پر ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ یہ بمنزلہ دعویٰ اجماع کے  
ہے اور اب بکرم عیاش فرماتے ہیں کہ میں نے کسی فقیہ کو رفع یدین کرتے نہیں دیکھا کما فی  
من اللہ

مصنف ابن ابی شیبہ میں اسناد صحیح سے روایت کی گئی ہے کہ اصحاب عبداللہ بن مسعود  
رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اصحاب علی کرم اللہ وجہہ تکبیر تحریر کے سوائے رفع یدین نہیں کرتے  
تھے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی کثرت ترک رفع یدین پر نواب صاحب بھوپال تسلیم نہیں  
کرتے مگر تابعین کی کثرت عدم رفع یدین پر اسے ہیں مگر ساتھ ہی یہ غلط فرماتے ہیں کہ  
زمانہ تابعین میں کسی امر مستون کا پوشیدہ ہو جانا بعید نہیں ہے جیسے ہر غفلت اور رفع پر تکبیر کرنا  
اس قرن میں مخفی رہا چنانچہ مسک الحتام میں اس سوال و جواب کو ان الفاظ سے نقل کرتے ہیں۔

ونیز گویند کہ رفع در قرن صحابہ شہرت  
نہ داشت وبسیارے از صحابہ انرا نمی کردند  
جزیں نیست کہ بعضے از ایشان احياناً  
میکردند چنانکہ قول میمون بابن عباس کہ

نہ دیدم بیچ یکے را کہ نماز گذارد "چنانکہ ابن  
زبیر گذارد" دلالت می کند بران۔ پس اگر این  
سنت منسوخ نمی بود ترک اکثر صحابہ آن  
را مستبعد می نمود وجوابش آنست کہ لازم  
نمی آید از ندیدن میمون بیچ یکے را رفع کننده  
منع رفع زیرا کہ وہ صحبت کبار صحابہ  
ندر یافتہ و روایت وی از ایشان ثابت نہ شدہ  
غایتہ باقی الباب آنکہ غرابت ان فعل در قرن  
تابعین ثابت شود و در خلفائے سنت دریں قرن  
بیچ استبعاد نیست۔

اقول میمون ہی صرف عدم روایت رفع یدین صحابہ کے راوی نہیں بلکہ ابراہیم جیسے جلیل  
القدر تابعی بھی اس امر کے راوی ہیں اور انہوں نے اکثر صحابہ کو دیکھا اور وہ مشاہیر علماء تابعین  
سے ہیں اور کسی ایک مسئلہ میں اگر قرن تابعین میں خلافت ہو جیسا کہ مسئلہ تکبیر ہے "تو  
اس سے یہ کس طرح لازم آیا کہ اور مسائل میں بھی خفا رہا؟ ورنہ زمانہ تابعین کی سند نہ رہی"  
وہذا خلاف المسلم۔ علاوہ ازیں اس اقرار سے کہ زمانہ تابعین میں خفا رہا "حدیث رفع یدین کا  
مشہور نہ ہونا ثابت ہو گیا۔

لَا أَنِ الْمَشْهُورَ مَا اشْتَهَرَهُ الْقَرْنُ الثَّانِي

حالاتکہ رافضی مدعی مشہوریت حدیث رفع یدین کے ہیں کما فی التنبیہ وغیرہ "ترمذی  
شریف میں امام ترمذی حدیث عبداللہ بن مسعود لانے کے بعد فرماتے ہیں۔

وَبِمِ يَقُولُ غَيْرُ أَحَدٍ مِنَ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالتَّابِعِينَ وَهُوَ قَوْلُ سَفِيَّانَ وَاهْلٍ  
الْكُوفَةِ

یعنی عدم رفع یدین کے عامل صحابہ اور تابعین ہیں اور یہی قول سفیان اور اہل کوفہ کا ہے



اور احادیث ابن ابی شیبہ وغیرہ گذر چکے جن سے اس قدر اجلہ علماء تابعین بارفیع یدین کو ترک کر دینا پامائید صحیح ثابت ہوا۔ امام شعبی، ابراہیم نخعی، اصحاب علی کرم اللہ وجہہ، اصحاب عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حنیث شعبہ، قیس، ابن ابی لیلیٰ، اسود، ملقمہ، پھر اس کے بعد مشہور علماء تبع تابعین میں سے سفیان ثوری، وکیع بن الجراح، اور تمام کوفہ بالا جماع اور اعلم علماء مدینہ منورہ یعنی امام مالک، کما شرح موطا امام محمد میں۔

وَوَافَقَهُ فِي عَدَمِ الرَّفْعِ الْأَمْرَةُ الْقُورِيَّةُ وَالْحَسَنُ بْنُ  
حَنِيٍّ وَمَا يَرْفُقُهُمَا الْكُفُوفَةُ قَدِيمًا وَحَدِيثًا وَهُوَ قَوْلُ ابْنِ  
مَسْعُودٍ وَأَصْحَابِهِ وَقَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ بْنِ تَصْرٍ الْمِرْزِيُّ  
لَا نَعْلَمُ مِصْرًا مِنَ الْأَمْصَارِ تَرَكَوْا بِإِجْمَاعِهِمْ رَفْعَ  
الْيَدَيْنِ عِنْدَ الْخَفِضِ وَالرَّفْعِ إِلَّا أَهْلَ الْكُفُوفَةِ وَاخْتَلَفَ  
الْبَرْزَانِيَّةُ فِيهِ عَنْ مَالِكٍ قَمَرَةً قَالَ يَرْفَعُ وَمَرَّةً قَالَ لَا يَرْفَعُ  
وَعَلَيْهِ جَمْعُهُمْ أَصْحَابِهِ وَهَذَا أَحْرَجُ الْكَلَامِ فِي هَذَا  
الْمَقَامِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ عَلَى حَسَنِ الْإِحْتِقَامِ وَصَلَّى اللَّهُ  
عَلَى رَسُولِهِ وَحَبِيبِهِ سَيِّدِ الْأَنْبَاءِ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ  
الْبَرَّةِ الْكِرَامِ

